Online Unani Herbal Consultation
044-28481344 E-mail:drameen@vsnl.net
for Sinusitis ★Joints Pain ★infertility ★nervous ★debility ★Obesity ★beauty & Hair Care
in public interest by **Dr. Syed M.M. Ameen**
B.U.M.S. (OSM)., M.D. (Herbal Med).,
Ph.D. (MED)., M.N.S.A. (IND)
S.K's Herbal Medical Hospital & Research Centre
36, J.J.K. Road, Royapettah, Chennai-600014 INDIA

"اس شخص سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔" (قرآن)

سہ روزہ دعوت
نئی دہلی
www.dawatonline.com

ہمارے پیارے مولاناؒ (سوانح مودودیؒ)
— نظر زیدیؒ
☆ بانیٔ تحریک اسلامی کی سوانح پر اپنی نوعیت کی منفرد کتاب
☆ جو صرف سوانح ہی نہیں بلکہ جماعت اسلامی کی تاریخ بھی ہے۔
☆ مولانا کے بچپن سے متعلق نادر و نایاب رنگین تصاویر کے ساتھ۔
طلبہ و نوجوانوں میں تحریک کے تعارف کے لئے بے مثال تحفہ
عمدہ کاغذ، خوبصورت ٹائٹل، صفحات: 80 قیمت -/40
البدر بک سنٹر، سرائے میر، اعظم گڑھ، پن 276305 Mob: 09839591434

● جلد: ۵۷ ● شمارہ: ۴۲ ● ۷ رمئی ۲۰۰۹ء ● 7 May 2009 ● پنج شنبہ ● ۱۱ رجمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ ● قیمت= Rs.5/ ● سعودی عرب اور دیگر خلیجی ملکوں کیلئے ۳ رریال ● Posting: 5 May 2009 Tuesday

بصرہ پر امریکی کنٹرول

بغداد۔ عراق کے شہر بصرہ میں گزشتہ چھ سال سے تعینات برطانوی فوج نے ایک سادہ سی تقریب میں شہر کا کنٹرول امریکی فوج کے حوالے کردیا۔ اس تقریب سے تھوڑی دیر پہلے برطانیہ کے وزیر اعظم گورڈن براؤن نے عراق میں برطانوی فوج کی عسکری سرگرمیاں ختم ہونے کا اعلان کیا۔ برطانوی سکریٹری دفاع جان ہٹن نے عراق میں ہلاک ہونے والے برطانوی فوجیوں کی یاد میں منعقد ہونے والی ایک تقریب میں شرکت کی۔ اس تقریب میں ۲۳۴ فوجیوں کے نام پڑھے گئے جن میں ۱۷۹ برطانوی فوجی بھی شامل تھے جو عراق میں تعیناتی کے دوران ہلاک ہوئے۔ ان میں دوسرے ملکوں سے تعلق رکھنے والے فوجی اور ٹھیکیدار بھی شامل تھے۔ جولائی کے آخر تک عراق میں موجود چار ہزار فوجیوں میں سے چار سو کے علاوہ تمام کو واپس بلالیا جائے گا۔

ایران دہشت گردی کا اسپانسر

واشنگٹن۔ امریکی محکمہ خارجہ کی سالانہ رپورٹ میں الزام لگایا گیا ہے کہ ایران گزشتہ برس کی طرح اب بھی دہشت گردی کی ریاستی سرپرستی کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ نے اپنی سالانہ رپورٹ میں کہا ہے کہ مشرق وسطیٰ اور افغانستان میں سرگرم دہشت گردوں کو ایران کی طرف سے مالی امداد اور تربیت کی وجہ سے پورے علاقے کا امن خطرے میں ہے۔ محکمہ خارجہ کی رپورٹ کے مطابق امریکہ اور یورپ کو آج بھی سب سے زیادہ خطرہ القاعدہ سے ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ دنیا میں دہشت گردی کے حملوں میں کمی ہوئی ہے۔ لیکن پاکستان میں دہشت گردانہ حملوں کی تعداد انتہائی بڑھ گئی ہے۔ رپورٹ میں الزام لگایا گیا ہے کہ لبنان، عراق، افغانستان اور فلسطینی علاقوں میں دہشت گردی کے واقعات کی منصوبہ بندی اور مالی مدد کے ذریعے ایران خلیج میں معاشی استحکام، فروغ، امن اور جمہوریت کے لئے خطرہ بن رہا ہے۔ اس رپورٹ میں ایران کے پاسداران انقلاب کے خصوصی دستے القدس فورس کا خصوصیت سے تذکرہ کرتے ہوئے اسے وہ واسطہ قرار دیا گیا ہے جس کے ذریعے ایران بیرون ملک بقول امریکی دفتر خارجہ، دہشت گرد سرگرمیوں کی اعانت کرتا ہے۔ رپورٹ میں پاکستان اور افغانستان میں القاعدہ کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں پر بھی برابر کی تشویش ظاہر کی گئی ہے۔ اس خطے میں دہشت گرد حملوں میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے جبکہ عراق سمیت باقی دنیا میں ایسے واقعات میں کمی آئی ہے۔ امریکہ کو فکر ہے کہ پاکستانی حکومت شدت پسندوں کے آگے ڈھیر ہوسکتی ہے۔ گزشتہ ہفتے ہی امریکی وزیر خارجہ ہلیری کلنٹن نے کہا تھا کہ طالبان جنگجو جوہری طاقت رکھنے والے پاکستان کے وجود کے لئے خطرہ ہیں۔

اسرائیل کی یورپ کو تنبیہ

یروشلم۔ اسرائیل نے یورپی اتحاد کو متنبہ کیا ہے کہ اگر اس نے بنجامن نیتن یاہو کی حکومت پر تنقید بند نہ کی تو اس کو مستقبل میں مشرق وسطیٰ کے امن مذاکرات سے علیحدہ کردیا جائے گا۔ اسرائیل نے یہ قدم یورپی اتحاد کے صدر دفتر برسلز میں امور خارجہ کے ایک کمشنر بینیٹا فیریرو والڈنر کی اس تجویز کے بعد اٹھایا ہے کہ اسرائیل اور یورپی یونین کے تعلقات کا درجہ بلند کرنے کے عمل کو فی الحال منجمد کردیا جائے۔ یورپی اتحاد کے کمشنر نے کہا تھا کہ اسرائیلی وزیر اعظم کو فلسطینیوں کے ساتھ مذاکرات کا پختہ وعدہ کرنا چاہئے۔

اسکولوں میں جنسیات کی تعلیم کی وکالت کرنیوالوں کے مقاصد کیا ہیں؟

اب پورے ملک میں اسکولوں میں جنسیات کی تعلیم دی جائے گی۔ اب سے پہلے جن ریاستوں نے اس کی مخالفت کی تھی اب انھوں نے بھی اپنا موقف بدل لیا ہے۔ وہ بھی اس کے حق میں ہوگئی ہیں۔ بی جے پی کے سابق صدر اور موجودہ ممبر راجیہ سبھا وینکیا نائیڈو کی سربراہی میں تشکیل دی گئی راجیہ سبھا کی کمیٹی نے گزشتہ ماہ کے شروع میں اپنی رپورٹ میں واضح الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ اسکولوں میں جنسیات کی تعلیم نہیں دی جانی چاہئے کیونکہ اس سے نوجوان لڑکوں لڑکیوں کے دماغ آلودہ ہوں گے۔ وینکیا نائیڈو کی سربراہی والی ۹ رکنی کمیٹی نے جنسیات کی عملی تعلیم کے لئے استعمال کی مجوزہ اشیاء کو ناشائستہ، فحش اور نامناسب قرار دیا تھا۔ گزشتہ سال نیشنل ایڈز کنٹرول آرگنائزیشن نے بھی اس سامان کو نصاب سے خارج کردیا تھا۔ ساتھ ہی اس چارٹ کو بھی واپس لے لیا تھا جس میں مردانہ و زنانہ پوشیدہ اعضا دکھائے گئے تھے اور متعدد الفاظ کو بھی فحش قرار دے کر نصاب سے خارج کردیا گیا تھا۔ جبکہ نیشنل ایڈز کنٹرول آرگنائزیشن کا کہنا ہے کہ والدین، ٹیچرس اور بچوں میں بیداری اور واقفیت کی کمی کی وجہ سے جنسی بدسلوکی کے واقعات پیش آتے ہیں۔ مذکورہ بالا کمیٹی کو مذہبی و دھارمک اور دیگر تنظیموں کے سربراہوں کی طرف سے منفی جوابات موصول ہوئے جن میں کہا گیا کہ جسمانی اور دماغی طور پر بلوغت کی طرف بڑھتے بچوں کو ایچ آئی وی، ایڈز اور دوسری جنسی بیماریوں اور ان سے متعلق احتیاطی تدابیر کی معلومات بارہویں کلاس کے بایولوجی کے نصاب میں شامل کی جائیں۔ نیچرو پیتھی، آیوروید، یونانی اور یوگا کو نئے سلیبس میں شامل کیا جانا چاہئے۔ طلباء کو یہ تعلیم دی جانی چاہئے کہ شادی سے قبل جسمانی تعلق غیر اخلاقی اور مضر صحت ہے۔ مذہبی رہنماؤں اور دھارمک گروؤں نے اپنی ۷۰ صفحات پر مشتمل رپورٹ میں خبردار کیا تھا کہ قریب البلوغ بچوں کو جنسیات کی تعلیم اسکولوں میں دینا بھارتی معاشرے کے اقدار کے خلاف ہے۔ جب میچیور ٹیچرس کو جنسیات کی پرزور تحریک پر قابو پانا مشکل ہوجاتا ہے تو امیچیور اسٹوڈنٹ کس طرح اس پر کنٹرول کرسکیں گے۔

حیرت انگیز امر یہ ہے کہ اب سے پہلے جن ریاستوں کرناٹک، مہاراشٹر، کیرالہ، مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ، اترپردیش، راجستھان اور گجرات نے ۲۰۰۷ء میں اس مینول کو مسترد کردیا تھا اور اس پر یہ کہتے ہوئے پابندی لگادی تھی کہ اس سے نوخیز ذہنوں پر برے اثرات پڑیں گے۔ اب مہاراشٹر، کرناٹک، کیرالہ اور راجستھان نے اس کو اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کیرالہ اور راجستھان نے اپنی سابقہ رائے پر نظرثانی کرلی ہے اور کچھ چھوٹی چھوٹی تبدیلیوں کے بعد اس کو اختیار کرنے کے لئے تیار ہیں۔

پانچ ابواب پر مشتمل ۲۰۰ صفحات کی کتاب میں بہت سے موضوعات پیش کئے گئے ہیں جن ماہرین نے یہ کتاب تیار کی ہے انھوں نے کمیٹی کے سامنے اس کی تعلیم کا عملی مظاہرہ کیا۔ معلوم ہوا ہے کہ کمیٹی نے کہا جنسیات کی تعلیم آزادانہ جنسی روابط کو فروغ دے گی۔ اس ریمارک پر ماہرین کے ذہنوں کو صدمہ پہنچا ہوگا۔ شاید انھوں نے یہی سوچا ہوگا کہ کمیٹی کے یہ ارکان کس قدر تنگ نظر اور قدامت پسند ہیں۔ روشن خیالی اور ترقی پسندی سے دور ہیں۔ ممکن ہے یہ ماہرین اپنے گھروں میں اپنے بیٹوں بیٹیوں کو اس طرح کی چیزیں بے محابا پیش کرنے، ان کا مظاہرہ کرنے، پڑھانے اور دکھانے میں کوئی شرم وحیا اور غیرت محسوس نہ کرتے ہوں ورنہ اس سلسلے کا سب سے بہتر پیمانہ یہی ہوسکتا ہے کہ اسکولوں کے اسٹوڈنٹس لڑکوں لڑکیوں کو اپنے بیٹوں بیٹیوں کے درجے میں رکھ کر ان کے ماں اور باپ بن کر ہر آدمی خود فیصلہ کرسکتا ہے کہ ان کے سامنے ٹیچر کس طرح تھیوریکل اور پریکٹیکل کرسکتا ہے۔ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ کچھ عورتیں جو اسکولوں کی ڈائریکٹر، ایجوکیشن کنسلٹنگ اور دوسرے میدانوں سے تعلق رکھتی ہیں جنسیات کی تعلیم کی بڑھ چڑھ کر وکالت کررہی ہیں جو کہہ رہی ہیں کہ "ہمارے ملک میں کام سوتر لکھی گئی ہے۔ یہاں کھجوراہو کے مندر ہیں تو اسکولوں میں اس کی تعلیم دینے میں کیا حرج ہے؟ جنسیات کی تعلیم اسکولی نصاب کا حصہ ہونی چاہئے کیونکہ ہمیں بچوں کو اس مسئلے پر حساس بنانے کی ضرورت ہے اور غیر محفوظ جنسی عمل کے خطرات سے بچوں کو باخبر کرنے کی ضرورت ہے۔ آج کل بچے ہم سے زیادہ جانتے ہیں وہ جنسیات کے بارے میں ادھر ادھر سے غلط سلط معلومات حاصل کرتے ہیں جس سے انہیں غلط پیغام ملتا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ لوگ جنسیات کی تعلیم کی مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ اس سے بھی بڑھ کر مضحکہ خیز یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں مخلوط تعلیم کے اسکولوں میں جنسیات کی تعلیم لڑکوں کو الگ اور لڑکیوں کو الگ دی جائے حالانکہ یہ زیادہ اہم ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک ساتھ جنسیات کی تعلیم دی جائے"۔ ظاہر ہے یہ طبقہ امریکہ سے مرعوب ہے اس کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ اور ان کی بدحالی سے سبق وعبرت حاصل کرنے کو تیار نہیں ہے۔ برطانیہ کی اس طرح کی کلاسوں سے تعلق رکھنے والے بچوں کے سروے سے یہ بات سامنے آچکی ہے کہ کم سن لڑکیوں کے اسقاط دوسری لڑکیوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتے ہیں۔

(ع ق)

گجرات فسادات کی ایک اور انکوائری

ملک کی سب سے بڑی عدالت یعنی سپریم کورٹ نے گجرات کے ایک سینئر کانگریسی لیڈر مرحوم احسان جعفری کی بیوہ کی درخواست پر ۲۰۰۲ء میں ہونے والے بھیانک فرقہ وارانہ فسادات کی تیز رفتار جانچ کا حکم دے دیا ہے۔ واضح رہے کہ مرحوم احسان جعفری ان فسادات کے دوران فسادیوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے جنہیں اگر مسلم کش فسادات کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ حالانکہ وہ کانگریس پارٹی کے ایک سینئر لیڈر تھے اور ممبر پارلیمنٹ رہ چکے تھے۔ ان کے ریاست کے اعلیٰ سول و پولیس حکام کے ساتھ بھی ذاتی مراسم تھے۔ پارٹی کے اعلیٰ ترین لیڈروں کے ساتھ تو ان کے ذاتی تعلقات پہلے سے تھے اور انھوں نے حالات کی سنگینی سے نیچے سے لے کر اوپر تک ہر طرح اور ہر سطح کے افراد کو آگاہ کرنے، متوجہ کرنے اور ضروری قدم اٹھانے کی بار بار درخواستیں کی تھیں تاہم وہ جنونی فسادیوں کی دستبرد سے نہ بچ سکے۔ ان فسادات کی جانچ پڑتال مختلف سطحوں پر ہورہی ہے۔ ناناوتی کمیشن کی تحقیقات جاری ہیں۔ حقوق انسانی کمیشن نے بھی حالات کا جائزہ لینے کی کوشش کی تھی۔ مرکزی اقلیتی کمیشن نے بھی اس میں دلچسپی لی تھی۔ آزاد اداروں اور غیر سرکاری تنظیموں نے تو اپنے اپنے طور پر ان بھیانک مسلم کش فسادات کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوششیں کی ہیں اور ان کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ قانونی سطح پر بھی یہ لڑائی جاری ہے۔ گجرات کے اندر مختلف عدالتوں میں مقدمات زیر سماعت ہیں۔ سپریم کورٹ کی مداخلت پر بعض مقدمات گجرات سے باہر بھی اس بنا پر بھیجے گئے کہ گجرات کے اندر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہونے پر لوگوں کو شبہ تھا۔ اور ان کا فیصلہ ہونا بھی ابھی باقی ہے۔ بعض مقدمات سیدھے سیدھے سپریم کورٹ میں لائے گئے ہیں۔ انہی میں مرحوم احسان جعفری کی بیوہ کا مقدمہ بھی ہے۔ حکومت گجرات کی جانب سے ان کارروائیوں میں رخنہ ڈالنے کی کوششیں بھی کی گئی ہیں۔ مثلاً جب یو پی اے کی حکومت کے دوران ریلوے کے محکمہ نے ایک انکوائری کمیشن (بنرجی انکوائری کمیشن) قائم کیا تو اس کے قانونی جواز کو چیلنج کیا گیا اور کوشش کی گئی کہ اس کو کام ہی نہ کرنے دیا جائے، مگر پھر بھی جب اس نے کام کرنا شروع کردیا تو اس کی رپورٹ کو مشکوک بنانے اور اس کے عملدرآمد کو ناممکن بنانے کے لئے قدم اٹھائے گئے۔ اس سلسلے میں عدالت سے بھی رجوع کیا گیا اور حکم امتناعی لایا گیا۔ اس طرح اہم گواہوں کو جس طرح ڈرایا دھمکایا گیا وہ بھی دنیا کے سامنے آچکا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اہم گواہوں کا بار بار اپنے بیان میں تبدیلی لانا اسی وجہ سے تھا۔

اب ایک بار پھر عدالت عظمیٰ کی ہدایت پر جانچ پڑتال کے عمل کو دوبارہ شروع کردیا گیا ہے۔ گو کہ اس کا تعلق ایک مخصوص مسئلے سے ہے تاہم اس کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ اس کوشش کو بھی اس طرح سبوتاژ کرنے کی کوشش کی گئی کہ اس سلسلے کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے حکم امتناعی لایا گیا مگر جب عدالت عظمیٰ سے اس سلسلے میں رجوع کیا گیا تو اس نے حکم امتناعی بھی ہٹا دیا اور ساتھ ہی اس کا حکم بھی دے دیا کہ اس مقدمے کی تیز رفتار سماعت کا انتظام کیا جائے یعنی اس کے لئے خصوصی فاسٹ ٹریک عدالتیں قائم کی جائیں جو یومیہ بنیادوں پر معاملات کی سماعت کریں۔ عدالت عظمیٰ کا حکم ہے کہ چار اضلاع یعنی احمد آباد، سابر کانٹھا، مہسانا اور آنند میں فاسٹ ٹریک عدالتیں قائم کی جائیں۔ عدالت نے جانچ پڑتال کے لئے قائم کی جانے والی خصوصی ٹیم (ایس آئی ٹی) کے ذریعے نامزد ملزموں کے خلاف اضافی فرد جرم دائر کرنے کا بھی حکم دے دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی عدالت عظمیٰ نے ان معاملات کے ایک انتہائی اہم پہلو کو بھی خصوصی اہمیت دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ ان معاملات میں جو افراد بھی بطور گواہ ہیں ان کو معقول تحفظ فراہم کیا جائے۔ اگر ضروری خیال کیا جائے تو جن لوگوں کی جان کو خطرہ ہو ان کی سخت حفاظت کی جائے، انہیں نہ صرف سیکورٹی فراہم کی جائے بلکہ اگر یہ ضروری ہوجائے کہ انہیں ریاست سے کہیں باہر رکھا جائے تو اس کا بھی انتظام کیا جانا چاہئے۔ عدالت عظمیٰ کے حکم کے مطابق چھ فاسٹ ٹریک عدالتیں قائم کی جائیں گی، جن میں احمد آباد، آنند، سابر کانٹھا، مہسانہ اور گلبرگ سوسائٹی میں ہونے والے لرزہ خیز فسادات سے متعلق مقدمات کی سماعت ہوگی۔ عدالت نے ایس آئی ٹی کو اس کا پابند بھی بنایا ہے کہ وہ ان مقدمات کی سماعت کی نگرانی کرتی رہے گی اور وقتاً فوقتاً عدالت عظمیٰ کو ان کی پیش رفت سے آگاہ بھی کرتی رہے گی۔ اس کو اس کا اختیار بھی دیا گیا ہے کہ اگر وہ ضروری سمجھے گی کہ اس معاملے میں کسی کی ضمانت کو منسوخ کردیا جانا چاہئے تو وہ یہ کام کرسکتی ہے۔ واضح رہے کہ ۲۰۰۳ء میں انسانی حقوق کمیشن اور دیگر غیر سرکاری تنظیموں نے سپریم کورٹ سے ان فسادات کی سی بی آئی جانچ کی درخواست کی تھی اور عدالت سے یہ بھی اپیل کی گئی تھی کہ ان مقدمات کی سماعت ریاست سے باہر کرائی جائے لیکن عدالت عظمیٰ نے سی بی آئی جانچ کا مطالبہ مسترد کرتے ہوئے خصوصی ٹیم (ایس آئی ٹی) تشکیل دینے کا حکم دیا تھا۔ مرحوم احسان جعفری کی بیوہ کی درخواست میں بھی اس اپیل کو دوہرایا گیا تھا مگر عدالت عظمیٰ نے ایک بار پھر ان مقدمات کی سماعت گجرات سے باہر کرانے کے مطالبے کو تسلیم نہیں کیا۔ (ش ر)

بلا تبصرہ

سیاسی پارٹیاں پچاس فیصد سے بھی کم رائے دہندگی کی روشنی میں اپنا سفر طے کررہی ہیں۔ اس کمزور حمایت کے ساتھ کیا کوئی اتحاد کامیابی کے اعداد تک پہنچ سکتا ہے؟ آئندہ حکومت کی نمائندگی کون کرے گا؟ آبادی کے اتنے کم فیصد کی نمائندگی کرنے والی حکومت کو کیا واقعی طاقتور اور بااختیار کہا جاسکے گا اور کیا عوام کا اتنا کم ووٹنگ میں حصہ لینا جمہوریت کی صحیح تشریح کررہا ہے؟
ایل جے پرساد، بذریعے ای میل
ٹائمز آف انڈیا، ۲ رمئی ۲۰۰۹ء

خبر و نظر

راجستھان سے آنے والی یہ آوازیں

اور اب گوجر بھی دھمکی دے رہے ہیں کہ اگر انہیں شیڈولڈ ٹرائب کا درجہ اور ریزرویشن نہیں دیا گیا تو وہ مسلمان یا عیسائی ہوجائیں گے۔ فی الحال یہ آوازیں راجستھان سے آرہی ہیں جہاں گوجر برادری کے لوگ گزشتہ کچھ عرصے سے تحریک چلا رہے ہیں۔ دو سال قبل ان کی یہ تحریک متشدد ہوگئی تھی، ٹرینیں روکنے اور پٹریاں اکھاڑنے سے تحریک کو شمالی ہند میں زبردست شہرت ملی تھی اس لئے کہ ٹرینوں اور بسوں کے ہزاروں مسافر کئی دن تک ادھر ادھر پھنسے رہے تھے۔ شمال مغربی ہند کی ریاست راجستھان ایک ریگستانی ریاست ہے؛ وہاں کی بیشتر آبادی قبائل پر مشتمل ہے۔ سب سے بڑا اور طاقتور قبیلہ مینا ہے جسے شیڈولڈ ٹرائب کا درجہ حاصل ہے۔ گوجر دوسرے نمبر پر ہیں لیکن راجستھان میں انھیں قبیلہ تسلیم نہیں کیا گیا۔ گوجر ایک پسماندہ طبقہ ہے اور شمالی ہند کی کئی ریاستوں میں موجود ہے۔ ان علاقوں میں رہنے والے بعض مسلمان بھی گوجر کہلاتے ہیں۔ گوجر لیڈروں کا کہنا ہے کہ وہ بے عزتی کی اس زندگی سے تنگ آگئے ہیں اور اب ان کے سامنے "کرو یا مرو" کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ اسی ذیل میں پٹولی (دوسا) کے مقام پر، جو دو سال قبل گوجر ایجی ٹیشن کا مرکز تھا، دو گوجر لیڈروں وکرم اور بدھ رام نے انڈین ایکسپریس (۲ رمئی) کو بتایا کہ سماجی بھید بھاؤ سے عاجز آکر اب ہم لوگ اپنا دھرم چھوڑ کر اسلام یا عیسائیت قبول کرنے پر غور کررہے ہیں۔

ردعمل کی پانچ قسمیں

راجستھان کے گوجروں کی اس دھمکی کو مختلف حلقوں میں مختلف طریقوں سے دیکھا جائے گا۔ جہاں اُس طبقے کو جو تمام غیر مسلموں اور غیر عیسائیوں کو ہر حال میں "ہندو" فولڈ میں رکھنا چاہتا ہے، اس اعلان سے تشویش ہوگی وہیں عام "ہندو" طبقات بھی فکرمند ہوں گے۔ جبکہ حکومت اور سیاسی حلقے اسے محض سیاسی دھمکی اور دباؤ قرار دیں گے۔ جہاں سادہ لوح مسلمانوں کو اس سے یک گونہ خوشی ہوگی، وہیں باخبر مسلمانوں کو اس پر افسوس ہوگا کہ عقیدۂ اسلام، جو ایک انسان کی زندگی کی سب سے بڑی دولت اور متاع ہے، کس طرح غیر سنجیدہ سلوک کا ہدف بن رہا ہے۔ یہ پانچوں ہی ردعمل فطری ہیں۔ باخبر مسلمانوں کا افسوس اس لئے بجا ہے کہ دین اسلام جیسی عظیم نعمت کے ساتھ اس غیر سنجیدگی کا مظاہرہ ایک زمانے سے کیا جارہا ہے۔ آزاد ہندوستان میں اس کا آغاز کیا تھا ڈاکٹر امبیڈکر نے جنھوں نے دلت طبقات کے سماجی مطالبات پورے نہ ہونے کی صورت میں تبدیلیٔ مذہب کی دھمکی دی تھی اور ان کا نیا دین اسلام بھی ہوسکتا تھا۔ ۸۰ء کی دہائی کے اوائل میں میناکشی پورم کے واقعات کے بعد ملک کے کئی حصوں سے یہ آوازیں آنے لگی تھیں۔ لہٰذا راجستھان کے گوجروں کا کیس بھی اس سے مختلف نہیں معلوم ہوتا۔ یعنی اگر انھیں ہندو سماج میں باعزت درجہ مل جائے تو مذہب تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

ایک فرق نوٹ کیجئے

لیکن راجستھان کی خبر میں ایک فرق نوٹ کیا جاسکتا ہے۔ بدھ رام گوجر نے اپنے ارادے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا "اسلام یا عیسائیت قبول کرلینے سے ہمارے مطالبات پورے ہوں یا نہ ہوں، لیکن موجودہ حالت کے مقابلے میں ہماری زندگی یقیناً بہتر ہوجائے گی؛ اُس صورت میں سیاسی لیڈر ہمیں نظر انداز نہیں کرسکیں گے"۔ مبصرین کیلئے یہ نکتہ توجہ طلب ہے۔ راجستھان کے گوجر لیڈر مسلمانوں کی سماجی مساوات اور باعزت زندگی کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں، سوسائٹی میں عیسائی برادری کا احترام بھی دیکھتے ہیں جو اُسے خدمت خلق کے کاموں کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ اور ہندو سماج میں اپنی حیثیت کے تجربے سے عملاً گزر رہے ہیں۔ گویا انھیں یہ احساس ہے کہ عام سوسائٹی میں انہیں بھی باعزت مقام ملے اور ان کی ضروریات زندگی پوری ہوں۔ اس مرحلے میں اُن سے اس سے زیادہ کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اب داعیانِ اسلام کی ذمہ داری ہے کہ گوجر برادری کے تعلیم یافتہ اور سنجیدہ افراد سے روابط قائم کرکے انھیں بتائیں کہ اس دنیا میں باعزت زندگی، اسلام کی نعمتوں اور برکتوں کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ ورنہ اسلام کا فیضان اس سے بہت آگے اور ایمان کی دولت کائنات کی سب سے بڑی دولت ہے، جو اس زندگی کے بعد کی دائمی زندگی میں کام آتی ہے۔ (پ ر)

جنوبی ایشیا میں انتشار و بدامنی

جنوبی ایشیا کا خطہ پچھلے پندرہ برسوں سے زیر وزبر ہے۔ بدامنی اور سیاسی عدم استحکام کا شکار چلا آرہا ہے۔ کیا ہندوستان، کیا پاکستان، کیا سری لنکا، کیا بنگلہ دیش، کیا نیپال اور کیا میانمار، ان میں سے ہر ایک کا ایک ہی جیسا حال ہے۔ ان تمام ملکوں کا اندرونی خلفشار جہاں داخلی مسائل کا نتیجہ ہے وہیں خارجی عوامل بھی کارفرما ہیں اور ان سب کے باہمی رشتے بھی ہیں۔ مثال کے طور پر ہندوستان میں جو سیاسی بے چینی پائی جاتی ہے ان کا تعلق پاکستان سے بھی بتایا جاتا ہے۔ بنگلہ دیش سے بھی ہے۔ سری لنکا سے بھی ہے اور نیپال سے بھی۔ اسی طرح بنگلہ دیش کے مسائل کا ہندوستان سے گہرا تعلق ہے۔ نیپال کو بھی اسی طرح کی شکایت ہے۔ پاکستان جہاں اپنے داخلی مسائل اور اندرونی خلفشار کے لئے ہندوستان کو مورد الزام ٹھہراتا ہے وہیں دوسرے پڑوسیوں سے بھی اس کو اسی طرح کی شکایت ہے۔ یہی حال سری لنکا کا ہے۔ وہاں کے تملوں کا جو مسئلہ ہے اس کا ہندوستان کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ گویا یہ سارے ممالک ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ بلکہ پیوست ہیں۔ بیرونی عناصر کی بھی ان میں گہری دلچسپی سے انکار ممکن نہیں ہے کیونکہ اس خطے کی سیاسی، اقتصادی اور فوجی نقطۂ نظر سے اپنی ایک اہمیت ہے۔ جس کی وجہ سے بیرونی طاقتوں کی ہر زمانے میں اس خطے میں دلچسپی رہی ہے۔ یہ خطہ اپنے وسائل کی وجہ سے بھی دنیا کی توجہ کا مرکز رہا ہے اور انسانی وسائل کے لحاظ سے تو یہ دنیا کی بہت بڑی طاقت ہے۔

دن گزرنے کے ساتھ ان ملکوں کے داخلی مسائل پیچیدہ ہوتے چلے جارہے ہیں۔ پاکستان تو ایک بار دولخت ہوچکا ہے اور ابھی اس کے ٹوٹنے اور بکھر جانے کے خطرات موجود ہیں۔ واضح رہے کہ حال ہی میں ایک امریکی اعلیٰ فوجی اہلکار ڈیوڈ پیٹریاس نے اپنے ایک بیان میں یہ 'خبر' دی تھی کہ پاکستان چھ ماہ کے اندر غائب ہوجائے گا۔ وہاں قومیتوں کی بنیاد پر جو مسائل پیدا ہورہے ہیں وہ نہایت خطرناک ہیں۔ بلوچ، غیر بلوچ، سندھی اور غیر سندھی، مہاجر وغیر مہاجر، پختون اور غیر پختون، پنجابی اور غیر پنجابی کی کشاکش ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی ہے اور اب تو خاص طور پر نائن الیون کے بعد حالات بہت دگرگوں ہوگئے ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی جو کوششیں پچھلے باسٹھ برس سے کرتے چلے آرہے ہیں انھوں نے اب بہت بھیانک صورت اختیار کرلی ہے۔ دونوں ملک دشمنی کی راہ پر چل رہے ہیں۔ سری لنکا اور ہندوستان کے باہمی تعلقات میں بھی پچھلے بیس برسوں سے ایک طرح کی بدمزگی پائی جاتی ہے اور یہ اتار چڑھاؤ سے گزر رہے ہیں۔ بنگلہ دیش اور ہندوستان کے مابین تعلقات میں کڑواہٹ پائی جاتی ہے۔ کم وبیش یہی صورتحال ہند۔ نیپال تعلقات کی ہے۔ نیپال کی نئی حکومت کو ہندوستان سے شکایت ہے۔ جنوبی ایشیا کے یہ ممالک الگ الگ بھی اپنے مسائل سے سخت پریشان ہیں۔

خطے کے ملکوں کے مسائل کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہے کہ ان میں اپنے مسائل خود حل کرنے کی صلاحیت موجود نہیں یا یہ اپنے مسائل خود حل کرنا نہیں چاہتے۔ حالانکہ ایسا میکانزم بنانے میں کوئی دشواری نہیں ہے لیکن مسئلہ اعتماد کا فقدان ہے۔ ان کا خیال ہے کہ وہ اپنے باہمی مسائل کو باہمی مذاکرات کے ذریعے ایمانداری سے حل نہیں کرسکتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ثالثی کی بات کرتے ہیں اور اس کا دلچسپ پہلو یہ ہے

باقی صفحہ ۸ پر

آفاتِ لسان سے تحفظ دنیا و آخرت میں کامیابی کا اہم ذریعہ

عبد الرزاق کوڈواوی

زبان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ انسان کے عقل و خیال میں جو چیز آتی ہے، زبان اس کو الفاظ کا جامہ پہناتی ہے۔ زبان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ انسان کے تمام اعضاء زیادہ کام کے بعد تھکن محسوس کرتے ہیں لیکن یہ ایک ایسا عضو ہے جو تھکتا نہیں۔ یہ دل کی صورت کو الفاظ میں لانے کا ذریعہ بھی ہے۔ اور الفاظ کی کیفیات کا اثر جب دل پر ہوتا ہے تو انسان روتا ہے، گریہ وزاری کرتا ہے تو دل میں ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے اور اس رقت اور سوز کی آگ سے جو بخارات بنتے ہیں وہ آنسوؤں کی شکل میں خارج ہوتے ہیں۔ جب انسان ہنستا ہے تو اس کا دل ایک عجیب تاریکی اور غفلت کی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ اس لئے حدیث میں زیادہ ہنسنے اور قہقہہ لگانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ اس سے دل مردہ ہوجاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل کے بارے میں فرمایا: ''دل کو موعظت سے زندہ کرو، زہد سے مارو، یقین سے قوت دو اور حکمت سے روشن کرو''۔

ابن تیمیہؒ نے فرمایا: ''دل مرکز اعمال ہے۔ بگڑا ہوا دل نیکی نہیں کرسکتا۔ دل کی غذا علم و حکمت ہے اور انہی دونوں سے اس کی زندگی ہے''۔

شیخ ابن عطارؒ نے فرمایا: ''اطاعت و عبادت کے فوت ہوجانے پر غم کا نہ ہونا اور برائیوں اور گناہوں کے سرزد ہونے پر پشیماں نہ ہونا دل کی موت کی علامت ہے''۔

شریعت نے انسان کے دل کو سلطان بدن قرار دیتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے کہ اگر یہ صحیح ہوگا تو انسان کے تمام اعمال درست ہوں گے اور تباہی و بربادی جب قلب کے اس گوشے میں ہوگی تو انسان کے تمام اعمال میں بگاڑ پیدا ہوگا۔ اس دل کا انسان کی زبان سے بڑا گہرا تعلق ہے۔

زبان کا صحیح استعمال قلب کی روشنی کا اور اس کا غلط استعمال قلب کی تاریکی کا باعث بنتا ہے۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان زبان کی بدولت گناہ کی ایک فصل بوتا ہے جسے آخرت میں وہ جہنم کی شکل میں کاٹے گا اور زبان ہی کی بدولت نیکی کی ایک فصل بوتا ہے جسے وہ آخرت میں جنت کی شکل میں کاٹے گا''۔

انسان کے جسم میں تین چیزیں انتہائی اہم ہیں: (۱) قلب (۲) زبان (۳) شرمگاہ

قلب اور زبان کے متعلق تو قرآن پاک نے یہ بیان کیا ہے: ''مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو (اس کی نافرمانی سے بچو) اور ٹھیک بات کہو۔ (یعنی ڈرنا دل کا فعل ہے اور باتیں کرنا زبان کا فعل ہے) اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمادے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا''۔

(الاحزاب: ۷۰، ۷۱)

صحیح بخاری میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص مجھے اپنی زبان اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے دے تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دے دوں گا''۔

اگر ایک مسلمان ان تینوں چیزوں کی حفاظت کرتا ہے تو وہ یقیناً اپنے آپ کو بہت سی برائیوں اور گناہوں سے بچا لیتا ہے۔ انسان کے جسم میں زبان اور شرمگاہ دو خطرناک اور کمزور مقامات ہیں، جہاں شیطان کو حملہ کرنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔ اور زیادہ تر گناہ انہی دو چیزوں کی حفاظت نہ کرنے سے سرزد ہوتے ہیں۔ اگر کوئی انسان ان کو شیطان کے حملوں سے بچالے تو ظاہر ہے اس کی قیام گاہ جنت میں ہوگی، جس کی ضمانت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں دی ہے۔

اس سلسلے میں چند باتیں سمجھنے کی ہیں۔ اخلاق ذمیمہ اور اخلاقی برائیاں پیدا کرنے والی جو بہت سی برائیاں ہیں ان میں ''آفات لسان'' سرفہرست ہیں۔ جس طرح ایک تندرست انسان کو بیماری لگ جاتی ہے تو وہ اپنی صحت کو کھو کر موت کی سرحد پر جا کھڑا ہوتا ہے، بالکل اسی طرح بعض اخلاقی بیماریاں ایسی ہیں جو انسان کی روح معرفت کو بالکل مضمحل کردیتی ہیں اور اسی بنا پر ان کو آفات کہا جاتا ہے۔ اگر ان بیماریوں کا تعلق دل سے ہے تو وہ آفات قلب کہلائیں گی۔ اگر ان بیماریوں کا تعلق زبان سے ہے تو آفات لسان کہلائیں گی۔ اگر ان بیماریوں کا تعلق علم سے ہے تو آفات علم اور اگر ان کا تعلق نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ سے ہے تو اس طرح وہ آفات، نماز، آفات روزہ، آفات حج وغیرہ کہلائیں گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس حدیث کی تشریح میں ہم تفصیل سے جائزہ لیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اتنی بڑی ضمانت دی ہے جو اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے، میں اس کے لئے جنت کا ضامن بننے کے لئے تیار ہوں''۔

برائیوں میں وہ برائیاں جن کا زبان سے تعلق ہے ان کا بڑا تفصیلی اور گہرا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ جب یہ تمام چیزیں ہمارے علم میں آئیں گی تو اس کے بعد ہی یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ ان سے پرہیز بھی کرسکیں گے، اس کی حفاظت بھی کرسکیں گے اور اپنے آپ کو ان اخلاقی برائیوں سے بھی بچاسکیں گے جن کا تعلق زبان سے ہے۔

زبان ایک بہت بڑی نعمت ہے اور انسان کے جسم میں گوشت کا ایک نازک ٹکڑا ہے۔ لیکن اس زبان کے بارے میں آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جتنی برائیاں انسان اس زبان سے کرسکتا ہے وہ کسی اور چیز سے نہیں کرسکتا۔ غیبت اور چغلی زبان سے ہوتی ہے۔ اپنے بھائی کی دلآزاری اس سے ہوتی ہے۔ فحش گوئی، لغو باتیں، گالی گلوچ، جھوٹ، خوشامد اسی زبان سے ہوتی ہیں۔ اخلاقی برائیوں کی فہرست میں بہت سی برائیاں ایسی ہیں جن کا تعلق اس زبان سے ہے اور یہی وہ زبان ہے کہ اس سے انسان جتنی چاہے نیکیاں کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان سے کیا جاتا ہے۔ نماز میں جو چیزیں پڑھی جاتی ہیں ان کا ذریعہ بھی زبان ہے۔ دعا و استغفار، ذکر، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور وعظ و تلقین جیسی تمام چیزیں بھی انسان اپنی زبان سے کرتا ہے۔ اب ہر مسلمان کے ظرف کی بات ہے کہ وہ زبان کو کس کام میں لاتا ہے۔

زبان کے دو کام بہت اہم ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ انسان کے عقل و خیال میں جو چیزیں آتی ہیں، زبان ان کو الفاظ کا جامہ پہناتی ہے اور دوسری بات یہ کہ میٹھے، کڑوے اور ترش ذائقے ہم زبان کے ذریعے ہی محسوس کرتے ہیں۔ اگر زبان کے اس چھوٹے سے ٹکڑے سے ذائقہ کی یہ قدرت سلب کرلی جائے تو پھر ہم میٹھے اور کڑوے میں کوئی تمیز نہیں کرسکتے۔ پھر زبان کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے انسان کے اعضاء اگر زیادہ کام کریں تو تکان محسوس کرسکتے ہیں۔ انسان زیادہ چلے گا تو اس کے پاؤں تھک جائیں گے۔ کوئی بھاری شئے اٹھائے گا تو اس کے ہاتھ تھک جائیں گے۔ کوئی بھی چیز مستقل دیکھتا رہے گا تو آنکھیں تھک جائیں گی۔ اگر کسی چیز کو مستقل سنتا رہے گا تو اس کے کان تھک جائیں گے۔ لیکن زبان ایک ایسا عضو ہے جس کے پاس تھکن کا سرے سے کوئی تصور نہیں۔ زبان کی یہ خصوصیت ہے کہ یہ تھکتی نہیں۔

زبان کا دل سے بڑا گہرا تعلق ہے اور دل کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ اگر یہ درست رہے تو انسان کے تمام اعمال درست رہتے ہیں اور اگر یہ خراب ہو تو اس کی پوری زندگی تباہ و برباد ہوجائے گی اور وہ گوشت کا لوتھڑا دل ہے''۔ اس دل میں روشنی پیدا کرنے، اسے شقاوت سے بچانے، اسے تاریکی اور اندھیرے سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ زبان کا صحیح استعمال کیا جائے۔ اگر آدمی زبان کو سچائی میں، خیر خواہی میں، نیکی کے کام میں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں، دعا و استغفار میں، اللہ کے ذکر میں اور تلاوت قرآن میں استعمال کرے تو یقیناً یہ ایسی نیکی ہے جو اسے جنت میں پہنچائے گی اور اگر وہ زبان سے جھوٹ اور فحش بکتا رہے، بدکلامی اور گالی گلوچ کرے، دلآزاری، تمسخر اور استہزاء کرے، زبان کو لایعنی گفتگو میں استعمال کرے تو یقیناً یہ زبان اسے بدی کے راستے پر لے جاتی ہے اور پھر یہ بدی اسے جہنم میں پہنچائے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بھی بیان فرمائی: ''مومن کا معاملہ عجیب ہے کہ اگر وہ گفتگو کرتا ہے تو یا وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے یا امر بالمعروف کرتا ہے یا منکرات سے بچنے کی تلقین کرتا ہے، ورنہ پھر خاموش رہتا ہے اور یہ دونوں معنوں میں خیر ہی سمیٹتا ہے''۔ ایک صحابیؓ آپ ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے سوال کیا کہ مجھے کوئی جامع نصیحت کیجئے۔ آپؐ نے اپنی زبان مبارک نکالی اور فرمایا کہ اس کی حفاظت کرو۔ اس طرح یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ زبان ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ اگر ایک مسلمان اس کی حفاظت کرتا ہے تو اس کے لئے یہ ایک بہت بڑی نیکی ہے اور اگر وہ اس کا غلط استعمال کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں بہت ساری اخلاقی برائیاں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زبان کے بارے میں بہت ہی عمدہ بات فرمائی کہ زبان کو شکوے شکایت سے بچاؤ، اس سے دل کو سکون و اطمینان حاصل ہوگا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ زبان کی لغزش قدموں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے اور حضرت علیؓ نے زبان کے بارے میں یہ بات فرمائی کہ زبان کو ایسے محفوظ رکھو جیسے تم سونا اور چاندی کو محفوظ رکھتے ہو۔ حضرت جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا وہ پشیمان ہوتا ہے۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ انسان کی زبان دل کی ترجمان ہے اور اس کا چہرہ دل کا آئینہ ہے۔ زبان ہمیں اس لئے عطا کی گئی ہے کہ ہم اس سے خوشگوار باتیں کرسکیں۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے زبان کے بارے میں فرمایا کہ زبان کے غلط استعمال اور لغویات سے دل کی شقاوت میں اضافہ ہوتا ہے اور شقی القلب انسان اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ جیمس بوسٹن کا قول ہے کہ دنیا کی لڑائیاں اور آدھے مقدمے محض زبان ہی کا جادو ہیں۔ اسی طرح اس نے یہ بات کہی کہ پرندے اپنے پاؤں کے باعث جال میں پھنستے ہیں اور انسان اپنی زبان کی بدولت۔ اگر بیوقوف آدمی اپنی زبان کو لگام دے دے تو عقلمند شمار ہوگا۔ یہی بات ایک بزرگ نے بھی کہی ہے کہ انسان کی قابلیت اس کی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔

مسلمان بات کرتا ہے تو اندازہ ہوجاتا ہے کہ یہ کتنے پانی میں ہے۔ زبان کے صحیح استعمال میں عافیت ہے اور انسان کو ہر وقت سچائی سے کام لینا چاہئے۔ حضرت لقمان علیہ السلام سے زبان کے بارے میں یہ ارشاد منقول ہے کہ زبان اور دل اگر پاک ہوں تو ان سے بہتر کوئی شئے نہیں، اور اگر یہ پاک نہیں تو ان سے بدتر کوئی شئے نہیں۔ حضرت معروف کرخیؒ کا قول ہے کہ انسان پر مصیبت کا نزول اکثر زبان ہی کی بدولت ہوتا ہے۔ شیکسپیئر زبان کے بارے میں لکھتا ہے کہ بیوقوف آدمی کا دل منہ میں اور عقلمند آدمی کی زبان دل میں ہوتی ہے۔ ایک دانا کا قول ہے کہ امن و عافیت درکار ہے تو اپنی آنکھ اور کان سے زیادہ کام لو اور زبان کو قابو میں رکھو۔ خالی دماغ اور قینچی کی طرح چلنے والی زبان میں گہری دوستی ہوتی ہے۔ خالی دماغ بے کار باتیں سوچتا ہے اور زبان اس کی تشہیر کا ذریعہ ہے۔ ایک عربی کہاوت ہے کہ جاہل کی زبان اس کی مالک اور عاقل کی زبان اس کی مملوک ہے۔ فارسی کی کہاوت ہے کہ خاموشی کی زبان سیکڑوں زبانوں سے اچھی ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا اقوال پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان جتنی بھی گفتگو کرتا ہے اس کی تین بڑی قسمیں ہیں۔ مفید گفتگو، جس میں دین و دنیا کا کوئی فائدہ ہو۔ مضر گفتگو، جس میں دین و دنیا کا کوئی نقصان ہو۔ مباح جس میں نہ کوئی نیکی کی بات ہے نہ گناہ کی۔ نہ فائدہ نہ نقصان۔ البتہ یہ مباح گفتگو بھی اکثر کرتے رہنا زبان کو بے احتیاطی کی طرف لے جاتا ہے۔

رذائل اخلاق میں آفات لسان کو سرفہرست رکھا گیا ہے۔ اس لئے کہ بہت سی اخلاقی برائیاں ایسی ہیں جن کا تعلق زبان ہی سے ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جھوٹ، غیبت، بہتان، گالی، چغلی، تمسخر اور استہزاء، خوشامد، یہ وہ اخلاقی برائیاں ہیں جو کسی مسلمان کے اندر اگر پروان چڑھ جائیں تو نہ صرف اس کو بدی کی راہ دکھاتی ہیں بلکہ وہ شخص حقوق العباد کی کوتاہی کی بنا پر اپنی تمام نیکیوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اس کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس میں آپؐ نے مفلس کی تعریف فرمائی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرامؓ سے) ارشاد فرمایا: ''جانتے ہو مفلس کون ہے؟'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ''ہم میں مفلس وہ شخص کہلاتا ہے جس کے پاس روپے پیسے اور مال و متاع نہ ہو''۔ آپؐ نے فرمایا: ''میری امت میں مفلس وہ ہے جو روز قیامت نماز، روزے، زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا لیکن اس کے ساتھ یہ برائیاں بھی ہوں گی کہ فلاں کو گالی دی ہے، فلاں پر تہمت لگائی ہے، فلاں کا مال کھایا ہے، فلاں کا خون بہایا ہے اور فلاں کو مارا پیٹا ہے، پس اس کی بعض نیکیاں فلاں کو اور بعض نیکیاں فلاں کو دے دی جائیں گی۔ اب اگر اس کی سب نیکیاں ختم ہوگئیں اور ادائیگی باقی رہی تو پھر ان سب کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی اور پھر آگ میں جھونک دیا جائے گا''۔ (رواہ مسلم)

زبان کے صحیح استعمال کا ایک پہلو یہ ہے کہ یہ ذکر الٰہی سے تر رہے۔ ذکر کی دو بڑی قسمیں ہیں: ذکر لسانی اور ذکر حقیقی۔ ذکر سے مطلوب یہ ہے کہ ایک مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کا تصور اس قدر غالب ہو کہ وہ ہر وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنے سامنے پائے اور یہ تصور اس پر اتنا غالب ہو کہ وہ اس کو نیکیوں کی طرف گامزن کرے اور برائیوں سے بچائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابیؓ آئے اور کہا کہ مجھے کوئی دعا بتلایئے۔ آپؐ نے یہ دعا تلقین فرمائی: کہو، ''اے اللہ! تو میرے ایمان کو نفاق سے بچا، میری زبان کو جھوٹ سے بچا، میرے عمل کو ریاکاری سے بچا اور میری آنکھوں کو خیانت سے بچا''۔

انسان جتنا اپنی زبان کو اخلاقی برائیوں اور جھوٹ وغیرہ میں استعمال کرتا ہے، اسی قدر اس کے دل میں شقاوت اور تاریکی پیدا ہوتی ہے اور جتنا زیادہ وہ ذکر کو زبان پر لاتا ہے، وہ اذکار و وظائف اور دعائیں اس کے دل کو منور کرتی ہیں۔ اس کے دل کے اندر اطمینان اور اللہ کی طرف رجوع کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔ اس لئے کہ دل سلطان جسم ہے اور تمام احساسات اور کیفیات کا تعلق قلب سے ہوتا ہے۔ ایک مومن کے ایمان کا، کافر کے کفر کا، سخی کی سخاوت، بخیل کے بخل، مخلص کے اخلاص اور متکبر کے کبر کا تعلق انسان کے دل سے ہے۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا: ''جس کو اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں عطا کردیں، اس کے لئے بڑے خیر کا فیصلہ کیا، گویا اسے دین و دنیا کی تمام نعمتیں حاصل ہوگئیں۔ اور وہ تین چیزیں یہ ہیں: خدا کا ذکر کرنے والی زبان، بالکفایت رزق اور نیک و صالح بیوی۔

جھوٹ: آفات لسان میں پہلی چیز جھوٹ ہے جس کے بارے میں یہ بات فرمائی گئی ہے: ''جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے''۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جھوٹ بولنا بدی کی راہ دکھاتا ہے اور بدی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ سچ بولنا نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جانے والی ہے'' اور قرآن مجید میں یہ بیان کیا گیا ہے: ''جھوٹ بات سے کنارہ کش ہوجاؤ''۔

جھوٹ خلاف واقعہ بات کہنا ہے۔ اگر ایک مسلمان دیندار بھی ہے اور اسے خلاف واقعہ بات بھی کہنی ہے تو وہ پھر بہت واضح اور کھلا ہوا جھوٹ نہیں بولتا بلکہ وہ اس جھوٹ کو گول مول انداز میں پیش کرتا ہے، جس کو عرف عام میں ''گولی دینا'' کہتے ہیں۔ یہ بھی درحقیقت جھوٹ ہی کی ایک قسم ہے بلکہ جھوٹ ہی بولنا ہے۔ آپ اسے خلاف واقعہ بات کہیں، گول مول بات کہیں یا گولی دینا کہیں، بہرحال یہ تمام چیزیں جھوٹ ہی کے ذیل میں آتی ہیں۔ نبی کریمؐ نے اس بارے میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے ناپسند انسان وہ ہے کہ جو خلاف واقعہ بات بیان کرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے بعد نبی کریمؐ نے جھوٹ کے بارے میں یہ بات ارشاد فرمائی کہ جس نے جھوٹ گھڑا ہے وہ نامراد ہے۔ حضرت شیخ علی ہجویریؒ کا قول ہے: ''جھوٹ نیکی کو کھا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے والے کو نہ رزق نصیب ہوتا ہے نہ ضمیر، جھوٹ بولنے والا معاشی پریشانیوں میں بھی مبتلا ہوتا ہے اور اس کا حافظہ بھی خراب ہوجاتا ہے''۔ جھوٹ کے بارے میں ایک اور قول ہے کہ جھوٹ بزدلی کی علامت ہے۔ جھوٹے کے لئے ایک سزا یہ ہے کہ وہ سچ بھی بولے تو اس کی بات کا یقین نہیں کیا جاتا۔ جھوٹ بیماری ہے اور سچائی شفا۔

اجتماعی زندگی میں کامیابی سے آگے بڑھنے کے لئے اور اپنی قوت کو تیز کرنے کے لئے کم از کم اخلاقی ضابطہ یہ ہے کہ تحریک کا کوئی ساتھی کسی کی تحقیر نہ کرے، اس کی غیبت نہ کرے، اس پر بہتان نہ باندھے، اس پر الزام نہ لگائے۔ اس کے بارے میں بدگمان نہ ہو، اس سے حسن ظن رکھے۔ اس سے ایثار و قربانی اور خیر خواہی کا معاملہ رکھے۔

غیبت:

آفات لسان میں دوسری بڑی آفت غیبت ہے۔ قرآن مجید میں اس کے بارے میں فرمایا گیا ہے: ''کوئی کسی کی غیبت نہ کرے''۔ غیبت کی تعریف یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے ایسی برائی کی جائے جو اس میں موجود ہو اور اگر وہ اس کے سامنے بیان کی جائے تو اسے ناگوار گزرے۔ اگر آدمی کی پیٹھ پیچھے اس کی کسی ایسی برائی کا تذکرہ کیا جائے جو اس میں موجود نہ ہو تو یہ بہتان ہے جو غیبت سے بڑھ کر گناہ ہے۔ غیبت اور بہتان دونوں کا صدور زبان ہی سے ہوتا ہے اور یہ دونوں اسلام کی نظر میں بڑے سنگین گناہ ہیں۔ قرآن مجید میں غیبت کو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج پر تشریف لے گئے تو آپ کو جنت و جہنم کا مشاہدہ بھی کرایا گیا۔ وہاں آپؐ نے دیکھا کہ بعض لوگ خود اپنا گوشت

باقی صفحہ ۵ پر

نماز

محمد سیف اللہ۔ کوٹہ (راجستھان)

فرمانِ الٰہی ہے

''نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے مت ہوجاؤ''۔ (سورہ الروم: ۳۱) ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، صبر اور نماز سے مدد لو''۔ (سورہ بقرہ: ۱۵۳) نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دے''۔ (سورۃ البقرہ: ۱۷۷)

''اپنی نمازوں کی نگہداشت رکھو خصوصاً ایسی نماز کی جو محاسن صلوٰۃ کی جامع ہو۔ اللہ کے آگے اس طرح کھڑے ہو، جیسے فرمانبردار غلام کھڑے ہوتے ہیں۔ بدامنی کی حالت ہو، تو خواہ پیدل ہو، خواہ سوار، جس طرح ممکن ہو، نماز پڑھو''۔ (سورۃ البقرہ: ۲۳۹-۲۳۸) ''ہاں، جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، ان کا اجر بے شک ان کے رب کے پاس ہے اور ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں''۔ (سورۃ البقرہ: ۲۷۷) ''اور نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں پر (یعنی فجر اور مغرب) اور کچھ رات گئے پر، بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں''۔ (سورہ ھود)

''نماز درحقیقت ایسا فرض ہے جو پابندی وقت کے ساتھ اہل ایمان پر لازم کیا گیا ہے''۔ (سورۃ النساء: ۱۰۳) ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم نماز کے لئے اٹھو تو چاہئے کہ اپنے منھ اور ہاتھ کہنیوں تک دھو ڈالو۔ سروں پر ہاتھ پھیر لو اور پاؤں ٹخنوں تک دھولیا کرو''۔ (سورۃ المائدہ: ۶)

''نماز قائم کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو، اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے''۔ (سورۃ الانعام: ۷۲)

''اور دیکھو، نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر''۔ (سورہ ھود: ۱۱۴) ''اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو'' (سورہ طٰہٰ: ۱۴)

جو لوگ کتاب کی پابندی کرتے ہیں اور جنھوں نے نماز قائم کر رکھی ہے، یقیناً ایسے نیک کردار لوگوں کا اجر ہم ضائع نہیں کریں گے''۔ (سورۃ الاعراف: ۱۷۰)

''یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے''۔ (سورۃ الحج: ۴۱) ''نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو، امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا''۔ (سورۃ النور: ۵۶) (قائم ہوجاؤ اس بات پر) اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور ڈرو اس سے اور نماز قائم کرو۔ (سورۃ الروم: ۳۱) ''تو نماز قائم کرتے رہو، زکوٰۃ دیتے رہو''۔ (سورۃ المجادلہ: ۱۳) ''ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ اپنے رب کی رضا کے لئے صبر سے کام لیتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے علانیہ اور پوشیدہ خرچ کرتے ہیں اور برائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں، آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لئے ہے''۔ (سورۃ الرعد: ۲۲)

''پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات نفس کے پیچھے پڑ گئے''۔ (سورہ مریم: ۵۹) ''خبردار رہو، اللہ تعالیٰ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوا کرتا ہے''۔ (سورۃ الرعد: ۲۸)

''اے نبیؐ، میرے جو بندے ایمان لائے ہیں ان سے کہہ دو کہ نماز قائم کریں''۔ (سورۂ ابراہیم: ۳۱)

''بے شک نماز بے حیائی، برائی اور سرکشی سے روکتی ہے''۔

(سورۃ العنکبوت: ۴۵)

''اور سجدہ کرو اور قرب حاصل کرو'' (سورۃ العلق: ۱۹) ''ہلاکت و بربادی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں''۔ (سورۃ الماعون)

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا، نماز کی پابندی رکھنا اور لوگوں کو اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دے، بدی سے منع، اور جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کر''۔

(سورہ لقمان: ۱۷)

''یقیناً فلاح پائی ہے ایمان لانے والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع اختیار کرتے ہیں''۔ (سورۃ المومنون: ۲-۱)

فرمان رسول ﷺ:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آخری ایام میں بار بار فرمایا کرتے تھے: ''نماز کا مکمل اہتمام کرنا اور اپنے ماتحتوں پر ظلم مت کرنا''۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ جب تک زبان میں طاقت رہی ان کلمات کو دہراتے رہے۔'' (ابن ماجہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے دین کو گرا دیا''۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے دنیا کی تین چیزیں بہت زیادہ محبوب ہیں اپنی بیویاں اور خوشبو اور نماز تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے''۔

ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز جنت کی کنجی ہے''۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بندے اور کفر میں بس نماز چھوڑ دینے جیسی دوری ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم جتنی دیر نماز کا انتظار کرتے ہو اتنی دیر نماز ہی میں ہوتے ہو''۔ (بخاری، مسلم)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے قصداً نماز ترک کردی اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی حفاظت سے دستبردار ہوجاتا ہے''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بقول نماز کا وقت ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی ہر چیز سے اس طرح سے بے تعلق ہوجاتے تھے جیسے پہچانتے ہی نہ ہوں''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اور اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے''۔

''بندہ اپنے پروردگار اور پالنہار سے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے''۔

''بندہ جب نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے جب تک وہ خود کسی اور طرف متوجہ ہوجائے''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا''۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

''خدا تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس شخص نے ان نمازوں کو ان کے مقررہ وقت پر اچھی طرح وضو کرکے خشوع و خضوع سے ادا کیا۔ اس کا اللہ تبارک و تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ اس کو بخش دے اور جس نے ان نمازوں میں کوتاہی کی تو خدا پر اس کی مغفرت و نجات کی کوئی ذمہ داری نہیں، چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے''۔ (مالک)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ اس کے حضور سجدہ کرتا ہے۔ پس جب تم سجدہ کرو تو سجدے میں خوب دعا کیا کرو''۔

(مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سوکھی ٹہنی کو زور زور سے ہلایا۔ ٹہنی میں لگے ہوئے پتے ہلانے سے جھڑ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز پڑھنے والوں کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس سوکھی ٹہنی کے پتے جھڑ گئے''۔

●●

دعوت

۷؍مئی ۲۰۰۹ء

نیپال میں سیاسی ہلچل

ہمسایہ نیپال میں وزیراعظم پشپ کمار دہل پرچنڈ اور فوج کے سربراہ رکمنگا کٹوال کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات نے اس وقت ایک سنگین صورت اختیار کرلی جب ایک طرف تو نیپالی وزیراعظم نے فوج کے سربراہ کی برطرفی کا اعلان کیا تو دوسری طرف نیپالی صدر ڈاکٹر رام برن یادو نے انہیں بحال رکھنے کا فرمان جاری کردیا۔ حالات اس وقت اور بھی پیچیدہ ہوگئے جب نیپال میں حکمراں مخلوط حکومت میں شامل دو اہم اتحادی جماعتوں سی پی این یو ایم ایل اور سدبھاونا پارٹی نے مخلوط حکومت سے اپنی حمایت واپس لینے کا اعلان کردیا۔ بتایا جاتا ہے کہ ان دونوں پارٹیوں کی حمایت واپس لینے کے فیصلے سے نیپالی حکومت کے لئے خطرہ پیدا ہوگیا ہے کیونکہ اب اس کو پارلیمنٹ میں اکثریت کی تائید وحمایت حاصل نہیں ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ نیپالی صدر ڈاکٹر رام برن یادو نے وزیراعظم پرچنڈ کو بھی یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ فوج کے سربراہ کے خلاف اس طرح کا کوئی قدم نہ اٹھائیں جس سے حالات خراب ہوجائیں۔ ادھر نیپال کے فوجی سربراہ رکمنگا کٹوال نے وزیراعظم کا حکم ماننے سے انکار کردیا ہے۔ اس صورتحال نے ایک آئینی بحران کی شکل اختیار کرلی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ جن دو اتحادی پارٹیوں نے مخلوط حکومت سے اپنی حمایت واپس لی ہے انھوں نے حکومت پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ اس نے اس مسئلے پر اتحادیوں سے صلاح ومشورہ نہیں کیا اس لئے اس کی یہ کارروائی یکطرفہ کارروائی ہے۔ جبکہ حکومت کے ترجمان کرشن بہادر مہاراج کا کہنا ہے کہ یہ فیصلہ کابینہ کے اجلاس میں کیا گیا تھا اور اپریل ۲۰۰۶ء میں جمہوریت کی بحالی کے بعد بنائے جانے والے ملٹری ایکٹ کے تحت کیا گیا تھا۔ تاہم اطلاعات کے مطابق مخلوط حکومت میں شامل اکثر سیاسی پارٹیاں ماؤنواز کمیونسٹ پارٹی کے اس قدم سے عدم اتفاق رکھتی ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ نیپال کی چوبیس سیاسی جماعتوں میں سے اٹھارہ پارٹیوں نے فوجی سربراہ کی برطرفی کے قدم کو جامع امن معاہدہ کی خلاف ورزی قرار دیا ہے اور نیپالی صدر ڈاکٹر رام برن یادو نے بھی نیپالی وزیراعظم کو جامع امن معاہدہ کی پابندی کرنے اور اس کے دائرے میں رہتے ہوئے کام کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

نیپال کے وزیراعظم پرچنڈ کو فوج کے سربراہ سے کئی شکایتیں تھیں، وہ اس کا اظہار بھی کرچکے ہیں۔ انہیں اس کا بھی خدشہ تھا کہ ان کی حکومت کو گرانے کی سازشیں رچی جارہی ہیں۔ انھوں نے اس سلسلے میں نیپال کے سابق شہنشاہ پر بھی الزام عائد کیا تھا۔ انہیں ہندوستان سے بھی اس کی شکایت ہے۔ جس کا وہ بعض موقعوں پر اظہار بھی کرچکے ہیں۔ نیپالی وزیراعظم اور فوجی سربراہ کے درمیان اختلافات اس وقت ابھر کر سامنے آگئے جب حکومت نے فوجی سربراہ سے تین امور کے سلسلے میں وضاحت طلب کی۔ بتایا جاتا ہے کہ حکومت نے نیپال کے فوجی سربراہ کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ فوج میں نئی بھرتی فی الحال نہ کریں۔ اس کے باوجود فوجی سربراہ نے نئی بھرتی شروع کردی۔ کہا جاتا ہے کہ ماؤنواز وزیراعظم کی یہ خواہش تھی کہ مسلح ماؤنوازوں کی فوج میں بھرتی کرلی جائے۔ دوسرا اہم اختلافی نکتہ یہ تھا کہ فوج کے آٹھ بڑے فوجی افسروں کو ریٹائر ہوجانے کے باوجود انہیں بحال کیوں رکھا گیا ہے اور تیسری بات یہ تھی کہ حکومت نے فوج کو کٹھمنڈو میں گزشتہ ماہ منعقدہ قومی کھیل میں فوجی کھلاڑیوں کو حصہ لینے سے منع کیا تھا کیونکہ اس میں ماؤنواز پیپلز لبریشن آرمی حصہ لے رہی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ فوج کے سربراہ نے ان سوالوں کا جواب دے دیا تھا مگر حکومت اور بطور خاص وزیراعظم پرچنڈ اس سے مطمئن نہیں تھے جس کی وجہ سے ان کے اس شبہ کو تقویت حاصل ہوئی کہ ان کو اقتدار سے بے دخل کرنے کی گہری سازش رچی جارہی ہے۔ ان کے اس اندیشے کو ہندوستان اور امریکہ کی طرف سے اظہار تشویش سے اور بھی تقویت مل گئی لہٰذا انھوں نے بہ عجلت یہ قدم اٹھایا لیکن اندازہ ہوتا ہے کہ وہ تنہا ہوگئے ہیں۔ فوج نے بھی ان کا حکم ماننے سے انکار کردیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ نیپالی وزیراعظم کو فوج کے سربراہ کو برطرف کرنے کا اختیار ہی نہیں ہے۔ دوسری طرف ان کے اتحادی بھی ان سے خفا ہیں اور نیپالی صدر نے بھی ان کی اس کارروائی کی توثیق کرنے سے انکار کردیا ہے۔ اس نے حالات کو نہایت درجہ سنگین بتایا ہے اور آئینی بحران کی صورت پیدا ہوگئی ہے۔

سیاسی بازی گری کی یہ چال کیا رنگ لائے گی؟

"مجھے اندھیرے میں رکھا گیا اور کہا گیا کہ مسجد گرائی نہیں جائے گی، اس کے پیچھے بی جے پی کی سازش تھی۔ بی جے پی کے دو بڑے لیڈروں نے تحریر میں سپریم کورٹ سے کہا تھا کہ وہاں (اجودھیا میں) صرف علامتی طور پر کارسیوا ہوگی"۔ یہ بات بی جے پی کے سابق لیڈر کلیان سنگھ نے کہی ہے جو ۱۹۹۲ء میں بابری مسجد کی شہادت کے وقت اترپردیش کے وزیراعلیٰ تھے۔ ان دنوں انھوں نے سماجوادی پارٹی کے لیڈران سے دوستی کرلی ہے۔ دو متضاد نظریات کے حامل لیڈران کی باہمی رفاقت آج کل موضوع بحث بنی ہوئی ہے۔ قدر مشترک جس کی وجہ سے یہ رفاقت ممکن ہوسکی لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہے۔

سماجوادی پارٹی کی قیادت اس رفاقت کے اول روز سے ہی کلیان سنگھ کو مظلوم و معصوم ثابت کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ کبھی وہ یہ کہتی ہے کہ کلیان سنگھ کو ان کی پارٹی نے دھوکہ دیا تھا، کبھی کہتی ہے کہ ان کے دور اقتدار میں تو بابری مسجد کا چند فیصد حصہ ہی شہید کیا گیا تھا، باقی کا حصہ مرکز کے زیر انتظام شہید ہوا۔ وہ یہ بھی کہتی ہے کہ کلیان سنگھ ماضی کی کارگزاریوں پر پشیماں ہیں اور اپنی باقیماندہ زندگی سیکولرزم اور جمہوریت کے تحفظ میں گزارنا چاہتے ہیں۔ متعدد بار ان کے "ہردے پریورتن" کی بات بھی کہی گئی۔ باہمی رفاقت کا یہ عالم ہے کہ سماجوادی پارٹی اس کے لئے بڑے سے بڑے نقصان کو برداشت کرنے اور قیمتی سے قیمتی سرمایہ سے دستبردار ہونے کو تیار ہے۔ اس نے اپنے موجودہ طرز عمل سے یہ بھی واضح کردیا ہے کہ اب اسے مسلم ووٹوں کی، جن کے سہارے اس نے اقتدار کے زینے طے کئے، ضرورت نہیں۔ وہ اس لئے بھی کہ متبادل ووٹ بینک اس نے تلاش کرلیا ہے۔ کلیان سنگھ سماجوادی پارٹی کی حمایت سے ایٹہ سے الیکشن لڑ رہے ہیں تو ان کے لڑکے سماجوادی پارٹی کے جنرل سکریٹری بنائے گئے ہیں اور وہ بلند شہر سے اپنی قسمت آزمار ہے ہیں۔

کلیان سنگھ نے مذکورہ بالا بات ایٹہ میں پریس کانفرنس کے دوران کہی۔ انھوں نے اپنی سابقہ پارٹی پر الزام عائد کیا کہ بھگوا پارٹی کے کچھ لیڈران نے پسماندہ ذات کے لیڈر ہونے کی وجہ سے بابری مسجد کے انہدام کے بعد انہیں اترپردیش کی وزارت اعلیٰ کے عہدے سے ہٹانے کے لئے سازش کی تھی۔ انھوں نے مزید کہا کہ بی جے پی کے جن دو لیڈروں نے سپریم کورٹ میں حلف نامہ داخل کیا تھا ان پر اعتماد کرتے ہوئے انھوں نے بھی سپریم کورٹ سے کہا تھا کہ وہ مسجد کو تحفظ فراہم کریں گے۔ کلیان سنگھ نے کہا: "بی جے پی کے سینئر لیڈروں نے مجھ سے کہا تھا کہ کچھ نہیں ہوگا اور میں نے ان پر یقین کیا۔ پسماندہ ذات کا ہونے کی وجہ سے میں بی جے پی کے لئے قابل قبول نہیں تھا۔ مجھے نشانہ بنایا گیا"۔ کلیان سنگھ نے یہ بھی کہا کہ انھوں نے بی جے پی کے لئے قبر کھود دی ہے۔ انھوں نے عوام سے اس پر مٹی ڈالنے کی بھی اپیل کی۔

کلیان سنگھ کی یہ باتیں ان باخبر لوگوں کے لئے قطعی حیران کن نہیں ہوں گی جو ان کے سابقہ طرز عمل سے واقف اور ان کے گزشتہ بیانات اور تقاریر کو پڑھ اور سن چکے ہیں۔ کلیان سنگھ نے اسی سال چار فروری کو لکھنؤ میں کہا تھا: "میں ۱۹۹۲ء میں ہی بابری مسجد کے انہدام کی ذمہ داری لے چکا ہوں اور اس وقت میں نے وزیراعلیٰ کے عہدے سے استعفیٰ دے دیا تھا"۔ متھرا میں ۶؍دسمبر ۲۰۰۷ء میں انھوں نے کہا تھا: "مجھے بابری مسجد کے انہدام پر فخر ہے۔ اب تو محکمہ آثار قدیمہ بھی وہاں رام مندر رہنے کی بات کہہ رہا ہے"۔ ۶؍دسمبر ۲۰۰۴ء میں لکھنؤ میں دیا گیا ان کا بیان بھی لائق توجہ ہے جس میں انھوں نے کہا تھا: "ڈھانچہ کا انہدام کسی کی سازش نہیں تھی، یہ ہندوؤں کے سیکڑوں برس تک کچلے گئے جذبات کا "وسپھوٹ" تھا"۔

کلیان سنگھ نے بابری مسجد کی شہادت کے فوراً بعد انتہائی خطرناک بیانات دیئے تھے، اس سانحے پر فخر کا اظہار کیا تھا اور اسے اپنا اہم کارنامہ بتایا تھا۔ لیکن اس کے بعد جب وہ بی جے پی میں نظرانداز کئے جانے لگے اور حسب خواہش ان کی توقعات پوری نہیں ہوئیں تو پارٹی سے علیٰحدگی پر اسے برا بھلا کہنا شروع کردیا۔ بابری مسجد سانحہ پر حالیہ بیان کی طرح اس وقت بھی انھوں نے باتیں کی تھیں۔ بی جے پی کے لئے قبر کھودنے کا دعویٰ انھوں نے اس وقت بھی کیا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کا یہ دعویٰ دعویٰ ہی رہا اور بالآخر وہ بی جے پی کے خیمے میں واپس چلے گئے۔ پارٹی میں واپسی کے بعد انھوں نے جو تقاریر کیں خاص طور پر علی گڑھ، لکھنؤ اور فیض آباد کی تقریریں انتہائی زہرآلود ہیں۔ ان تقاریر میں انھوں نے واضح الفاظ میں فسادات رکنے کی جو وجہ بتائی وہ انتہائی خطرناک تھی۔ انھوں نے کہا تھا کہ اس کی وجہ ایک چار کا تناسب (ایک کے بدلے چار کو مارو) ہے جہاں کہیں بھی اس تناسب کو قائم رکھا جائے گا وہاں فسادات نہیں ہوں گے۔

یہ ساری صورتحال سیاست کی پستی اور مفاد پرستی کو واضح کرتی ہے جہاں نہ تو اخلاقی اقدار کا گزر ہوتا ہے اور نہ ہی انسانی وشہری حقوق کا پاس ولحاظ رکھا جاتا ہے۔ ایسی سیاست عوام کے مفادات اور قانون وانتظامیہ کی بالادستی کے بجائے ذاتی مفادات کو ترجیح دیتی ہے اور اس کے مطابق اقتدار کے حصول اور حکمرانی کے نقوش تیار کرتی ہے۔ ایسی سیاست ملک، عوام اور انسانیت کے لئے کتنی مفید ہوگی اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ●●

کیا اقوام متحدہ کا اظہار تشویش ہی کافی ہے؟

اقوام متحدہ نے اسرائیل سے کہا ہے کہ وہ مشرقی یروشلم میں مکانات کے انہدام کے اپنے پروگرام کو ختم کردے اور شہر میں فلسطینیوں کو درپیش مکانات کی قلت کے بحران سے نمٹنے کے لئے اقدامات کرے۔ اقوام متحدہ کے آفس کی طرف سے جاری کردہ ۲۱ صفحات پر مشتمل یہ رپورٹ انسانی ضروریات وامور کو باہم مربوط کرنے کے مسئلے پر ایک تازہ ترین اقدام ہے۔ یاد رہے کہ اسرائیل کی صیہونی حکومت شہر میں ہرسال فلسطینی وعرب مسلمانوں کے درجنوں مکانات کو اس بنیاد پر منہدم کردیتی ہے کہ مکانات تعمیر کرنے والوں کے پاس پلاننگ پرمٹ نہیں ہیں۔ جبکہ تنقید کرنے والوں کا کہنا ہے کہ انہدامی کارروائی یہودی بستیاں بسا کر شہر کے اوپر اسرائیل کا کنٹرول کرنے کی کوششوں کا ایک حصہ ہے۔ مارچ میں امریکہ کی سکریٹری آف اسٹیٹ اور سابق صدر بل کلنٹن کی اہلیہ ہلیری کلنٹن نے بھی اس انہدامی عمل کو "غیر معاونانہ" قرار دے کر اپنا فریضہ پورا کردیا تھا۔ یورپی یونین کے سفارت کاروں کے لئے ایک انٹرنل رپورٹ میں بھی انہدامی کارروائیوں کو بین الاقوامی قانون کے تحت ناجائز قرار دے کر پلا جھاڑ لیا جبکہ یہ تسلیم کیا کہ ان کارروائیوں سے تلخی اور انتہا پسندی کی آگ بھڑکے گی۔ واضح رہے کہ مشرقی یروشلم پر اسرائیل نے ۱۹۶۷ء میں جارحانہ اور غاصبانہ طریقے سے قبضہ کرلیا تھا اور یکطرفہ طور پر اس کا ملک سے الحاق کرلیا تھا جبکہ بین الاقوامی برادری نے اس کی اس کارروائی اور حرکت کو تسلیم نہیں کیا۔ اسرائیل میں واقع اقوام متحدہ کے آفس برائے رابطہ انسانی امور نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ مشرقی یروشلم اور مغربی کنارے کے ۲۷ مربع میل کے رقبے کا اسرائیل نے الحاق کرلیا ہے۔ جس میں سے صرف تیرہ فیصد فلسطینیوں کی تعمیرات کے لئے چھوڑا گیا ہے۔ جس پر مکانات تعمیر ہوچکے ہیں اور لوگ آباد ہوچکے ہیں۔ اس کے ساتھ ۳۵ فیصد خطے سے فلسطینی وعرب مسلمانوں کو بے دخل کرکے اسرائیلی بستیوں کے لئے مخصوص یروشلم میں فلسطینی جو مکانات تعمیر کرتے ہیں انہیں پلاننگ پرمٹ نہ ہونے کی بنیاد پر منہدم کردیا جاتا ہے جبکہ پلاننگ پرمٹ انہیں دیئے نہیں جاتے۔ اس کے لئے طرح طرح کی بہانہ بازیاں کرکے ان کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں۔ لوگ پریشان ہیں کہ انہیں سرچھپانے کے لئے جگہ چاہئے مگر خود کو ابناء اللہ واحباءہ قرار دینے والے اللہ کے بندوں اور اس کی مخلوق کے ساتھ وہ گھناؤنا سلوک کرتے ہیں کہ شیطان اور راکشس بھی پناہ مانگتے ہیں۔

اقوام متحدہ کی رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسرائیل نے اپنے قبضے کی پوری مدت میں اور مشرقی یروشلم میں پورے مقبوضہ علاقے میں فلسطینیوں کی ترقیات کی راہیں مسدود کررکھی ہیں۔ ۲۰۰۰ء اور ۲۰۰۸ء کے دوران یہاں ۶۷۳ ڈھانچوں کو ڈھایا گیا۔ صرف گزشتہ سال ہی میں ۹۰ ڈھانچوں کو منہدم کردیا گیا، جس سے وہاں رہنے والے دوسو فلسطینی بے گھر ہوگئے۔ منہدم مکانوں کی یہ تعداد گزشتہ چار سال میں سب سے زیادہ ہے۔ اسرائیل کی صیہونی افواج مغربی کنارہ میں بھی مستقل طور پر اسی طرح انہدامی کارروائیاں کرتی رہتی ہیں۔ اقوام متحدہ کے آفس نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ اسے قدیم شہر کے عین جنوب میں سلوان میں بستان سمیت اجتماعی انہدامی کارروائی والے تمام علاقوں کے بارے میں تشویش ہے جہاں ۹۰ مکانات کو ڈھا ڈالنے کی اسرائیلی حکمراں وارننگ دے چکے ہیں جس سے ایک ہزار سے زیادہ فلسطینی لوگ بے گھر ہوجائیں گے۔ جس غریب خاندانوں کے مکانات دہشت گرد اسرائیل کے حکمرانوں نے ڈھا ڈالے ہیں ظاہر ہے اب وہ یا تو کھلے آسمان کے نیچے پڑے رہنے پر مجبور ہوں گے یا اپنے رشتے داروں اور اعزاء واقربا کے ساتھ ان کے اپارٹمنٹوں میں کیڑوں مکوڑوں کی طرح ٹھس کر بھیڑ میں اضافہ کریں گے یا اپنی غریبی اور بیروزگاری کے سبب اپنی روزی روٹی کے لئے تگ ودو کرتے ہوئے مکانات کرایے پر لے کر کرایہ کا بوجھ اپنے کاندھوں پر لادیں گے۔ ان تمام حالات میں اقوام متحدہ ہو کہ یورپی یونین، امریکہ ہو کہ روس اور فرانس وہ سب تشویش کا اظہار کرکے اپنے فرض سے سبکدوش ہوجاتے ہیں کیونکہ صہیونی مملکت ان کی اپنی پیدا کردہ ہے جو انھوں نے اپنے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بغیر کسی جواز کے اس خطے کے سینے میں خنجر کی شکل میں گھونپ رکھا ہے۔ وہ اس کو اس طرح تو استعمال کرتے ہیں کہ وہاں کے اصل باشندوں کو اذیت اور تکلیف سے دوچار کریں اس سے زیادہ کوئی ایسا عمل جس سے وہاں کے باشندوں کو راحت وآرام ملے۔ بنیادی انسانی حق حاصل ہو۔ ان طاقتوں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ ہاں اگر خطے کے اصل قدیم باشندے ہائے توبہ کریں، چیخ وپکار کریں تو انہیں دہشت گرد قرار دینے میں ذرا بھی تاخیر نہیں کریں گی۔ یہ عیسائی صلیبی، صہیونی اور فسطائی طاقتیں انسانی دنیا کے لئے دہشت گردی کے تحفے پیش کررہی ہیں۔ ●●

جنوبی ایشیا میں دہشت گردی: امریکی محکمہ خارجہ کی رپورٹ

واشنگٹن۔ امریکہ نے کہا ہے کہ جنوبی ایشیا میں کمزور حکومتوں اور دہشت گردوں کی سرگرمیوں میں اضافے کی وجہ سے یہ خطہ ۲۰۰۸ء میں اس سے پچھلے ایک سال کے مقابلے میں زیادہ غیر محفوظ ہوگیا ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ نے جمعرات کے روز (۳۰؍اپریل کو) عالمی دہشت گردی کے بارے میں جو سالانہ رپورٹ جاری کی ہے، اس میں کہا گیا ہے کہ دہشت گردوں نے اپنے نیٹ ورک وسیع کرلئے ہیں اور وہ جنوبی ایشیا کے طول وعرض میں اور اس کے باہر کارروائیاں کررہے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں ۲۰۰۸ء کے دوران، خودکش حملہ آوروں کے بموں کے حملوں میں ربط وضبط، پیچیدگی اور تواتر میں اضافہ ہوا ہے۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ بیشتر خودکش حملوں میں فوج اور حکومت کی ان تنصیبات کو ہدف بنایا گیا، جہاں عموماً حفاظت کے اچھے انتظامات ہوتے ہیں۔ اور افغانستان کے بارے میں رپورٹ میں کہا گیا کہ حکومت کے خلاف بغاوت، استحکام اور خاص طور پر ملک کے جنوب اور مشرق میں حکومت کے اختیارات میں توسیع کے لئے حکومت کے خلاف بغاوت بدستور ایک باصلاحیت پرعزم اور لچکدار خطرہ ہے۔ اس کے باوجود رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جنگ میں باغیوں کو بھاری نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ رپورٹ میں نشاندہی کی گئی ہے کہ امریکہ اور بنگلہ دیش میں نفاذ قانون کی ذمہ دار ایجنسیوں نے، دہشت گردی کے متعدد مقامی اور بین الاقوامی واقعات کے سلسلے میں ایک دوسرے کے ساتھ بخوبی تعاون کیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق، دونوں ملکوں نے بنگلہ دیش کی سرحدوں اور بندرگاہوں پر کنٹرول کو مضبوط کرنے کیلئے مل کر کام کیا ہے۔ اور سری لنکا میں حکومت بدستور ان تامل ٹائیگر باغیوں کے خلاف لڑ رہی ہے جنہیں امریکہ دہشت گرد تنظیم سمجھتا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ تامل ٹائیگرز باغیوں پر پچھلے سال کے دوران کم سے کم ۷۰ حملوں کا الزام ہے۔

دارالقضاء قائم کرنے کا نوٹیفکیشن جاری

لندن۔ بی بی سی اردو سروس کے نمائندے عبدالحئی کاکڑ کے مطابق حکومت پاکستان نے طالبان کے مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے مالاکنڈ ڈویژن میں دارالقضاء قائم کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کردیا ہے۔ نظام عدل ریگولیشن کے تحت قائم ہونے والی قاضی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف حتمی اپیل دارالقضاء میں دائر کی جاسکے گی۔

صوبہ سرحد کے وزیراطلاعات میاں افتخار نے دارالقضاء قائم کرنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت نے طالبان کا مطالبہ مان لیا ہے اور اب طالبان کے لئے ہتھیار اٹھانے کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ انھوں نے کہا کہ حکومت کو امید ہے کہ تحریک شریعت محمدی کے صوفی محمد دارالقضاء کے قیام کے بعد ہتھیار اٹھانے والوں کو 'باغی' قرار دیں گے۔

صوبہ سرحد کے وزیراطلاعات نے ہنگامی پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ مالاکنڈ ڈویژن میں نظام عدل ریگولیشن کے تحت دارالقضاء قائم کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کردیا گیا ہے۔

دارالقضاء کی حیثیت ہائی کورٹ کی ہوگی اور قاضی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیل اس میں دائر کی جاسکیں گی اور دارالقضاء کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

صوبائی وزیر نے دو ججوں کے ناموں کا بھی اعلان کیا جو دارالقضاء میں تعینات کئے جائیں گے۔ ان ججوں میں معین الدین اور ضیاء الدین ہیں، لیکن وزیر قانون نے دارالقضاء میں تعینات کئے جانے والے ججوں کے بارے میں مزید کوئی تفصیل نہیں بتائی۔ صوبائی وزیر نے کہا کہ تھانے اور تحصیل کی سطح پر قاضی کورٹس ہوں گی اور ان کے فیصلوں کو دارالقضاء میں چیلنج کیا جاسکے گا۔ حکومت نے دارالقضاء کے قیام کا اعلان مولانا صوفی محمد سے مذاکرات کے بعد کیا۔ اس سے پہلے مولانا صوفی محمد نے کہا تھا کہ حکومت جن افراد کو دارالقضاء کا جج مقرر کرنا چاہتی ہے انہیں ان پر اعتراض ہے۔ صوبائی وزیراطلاعات نے کہا کہ دارالقضاء کے قیام کے بعد جو بھی اسلحہ اٹھائے گا اسے 'باغی' تصور کیا جائے گا

میاں افتخار حسین نے طالبان پر سوات امن معاہدے کی خلاف ورزیوں کا الزام عائد کیا اور کہا کہ گزشتہ بیس دنوں میں طالبان نے ایک سونوے بار امن معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ طالبان دوسرے ضلعوں میں گئے ہیں اور وہاں کارروائیاں کی ہیں اور عام لوگوں اور سرکاری اہلکاروں کو اغوا کیا گیا ہے۔ صوبائی وزیر نے کہا کہ دارالقضاء کے بعد حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ علاقے میں اپنی عملداری کو بحال کرے اور کسی کو متوازی حکومت بنانے کی اجازت نہ دے۔

دریں اثناء وائس آف امریکہ کے نمائندے ایاز گل کی اطلاع کے مطابق کالعدم نفاذ شریعت محمدی نے سرحدی حکومت کی طرف سے مالاکنڈ ڈویژن میں دارالقضاء کے قیام اور قاضیوں کی تعیناتی کے اعلان کو یکطرفہ قرار دے کر مسترد کردیا ہے۔ ایاز گل کے مطابق یہ فیصلہ مولانا صوفی محمد کی صدارت میں اتوار کے روز (۳؍مئی کو) تنظیم کی شوریٰ کے ایک ہنگامی اجلاس میں کیا گیا۔ اجلاس کے بعد میڈیا کو اس کی تفصیلات بتاتے ہوئے تنظیم کے ترجمان امیر عزت نے کہا کہ گزشتہ جمعہ (یکم مئی) کو ہونے والے مذاکرات میں حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ وہ دارالقضاء اور قاضیوں کی تعیناتی مولانا صوفی محمد کے ساتھ صلاح و مشورہ اور علاقے میں جاری فوجی آپریشن روکنے کے بعد کرے گی لیکن ایسا نہیں کیا گیا اس لئے دارالقضاء کے اعلان سے تحریک نفاذ شریعت محمدی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ●●

دعوت

جائزہ کا آئندہ موضوع

"انتخابی مہم کا گرتا معیار"

یوں تو انتخابی ضابطہ اخلاق کی پامالی ہر انتخابی مہم میں کسی نہ کسی صورت میں دکھائی دیتی رہی ہے، لیکن پندرہویں لوک سبھا کے انتخاب میں یہ ایک سنگین صورت میں سامنے آئی ہے۔ سیاسی لیڈران مخالف سیاسی جماعتوں کی پالیسی پروگرام پر تنقید کرنے کی بجائے ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے، تہمتیں لگانے اور الزام تراشیاں کرتے نظر آئے۔ رائے دہندگان کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے لئے انھوں نے جو ناشائستہ انداز اختیار کیا وہ بحث کا موضوع بنا رہا۔ آخر یہ اخلاقی گراوٹ کیوں کر پیدا ہوئی؟ کیا سیاسی جماعتوں کے پاس انتخابی ایشو نہیں تھا؟ اس پر قابو پانے میں الیکشن کمیشن سوائے ایف آئی آر درج کرنے کے کوئی ٹھوس کارروائی کیوں نہیں کرسکا؟ سیاست میں آنے والی یہ اخلاقی گراوٹ ملک کے مستقبل پر کیا اثرات مرتب کرے گی۔ یہ اور اس طرح کے دیگر سوالات کا جواب ہم **جائزے** کے اس شمارے میں تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔

تاریخ اشاعت ۱۶؍مئی ۲۰۰۹ء

فکر معاصر

مسلم کش فسادات کی نشانیاں

گجرات میں مسلم کش فسادات کا آسیب اپنے خاطیوں کا مسلسل تعاقب کر رہا ہے۔ اپنی عارضی طاقت کے گرداب میں غوطے لگا کر انسانوں کا امن وچین چھین لینے والوں کے سکون کو اس ملک کا قانون چھین لے گا۔ سپریم کورٹ نے گجرات کے ۲۰۰۲ء فرقہ وارانہ فسادات میں پولیس عہدیداروں اور سینئر بیوروکریٹس کو استعمال کرتے ہوئے گجرات چیف منسٹر نریندر مودی اور ان کے کابینی رفقاء کے ملوث ہونے کی تحقیقات کے لئے خصوصی تحقیقاتی ٹیم (SIT) کو ہدایت دی ہے۔ نریندر مودی گزشتہ سات سال سے یہی کہتے آرہے ہیں کہ اگر میں خاطی ہوں تو مجھے سزادی جائے۔ ان کے لب ولہجے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حکومت ہند اور یہاں کے لوگوں کو للکار رہے ہیں۔ ملک میں جاری انتخابات کی مہم کے دوران نریندر مودی کے تیور مزید سخت ہوگئے ہیں۔ وہ اپنے انٹرویوز اور جلسۂ عام میں کی جانے والی تقریر میں بار بار کہہ رہے ہیں کہ اگر مودی کسی معاملے میں قصوروار ہے تو اسے ملک کے قانون کے مطابق سزادی جائے۔ صفر اعشاریہ کا بھی میرا قصور یا گناہ ہے تو مجھے پھانسی پر لٹکایا جائے۔ کوئی شخص اس طرح کی باتیں تب کرتا ہے جب اسے اپنی بے پناہ طاقت کا زعم ہوتا ہے۔ مودی کے اختیار کردہ رویے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہیں پورا یقین ہے کہ گجرات فسادات میں مسلمانوں کے جان و مال کے بھاری نقصانات کے الزام میں انہیں اس ملک کا قانون سزا نہیں دے سکے گا یا مرکز میں موجود سرکار قانون پر عمل کرنے کی جرأت نہیں کرسکے گی۔ ایک ریاست کا سربراہ اپنی تمام طاقت اور سرکاری مشنری کو استعمال کرتے ہوئے لاقانونیت برپا کرتا ہے اس کا سارا ثبوت دنیا والوں کی نظروں میں موجود ہے۔ ساری انسان دوست دنیا اسے خاطی مانتی ہے اس کے باوجود وہ قانون سے بچ کر اپنے تمام اختیارات، وسائل اور اقتدار کے مزے حاصل کر رہا ہے تو اسے یہ خوش فہمی ضرور ہوگی کہ اب اس کا کوئی خسارہ کرنے والا کوئی نہیں ہے اور ملک میں قانون کی حکمرانی نام کو نہیں ہے، لیکن جب سے سپریم کورٹ نے گجرات فسادات کے مقدمات کی سماعت شروع کی ہے انصاف اور عدل پر یقین رکھنے والوں کو راحت مل رہی ہے۔ گجرات کے گلبرگ سوسائٹی میں سابق رکن پارلیمنٹ احسان جعفری کو کئی دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ان کے مکان میں زندہ جلا دیا گیا تھا۔ اس واقعے سے متاثرہ خاندانوں میں سے احسان جعفری کی بیوہ ذکیہ نسیم اور ایک شخص کی درخواستوں پر سپریم کورٹ کے جسٹس ارجیت پسایت اور جسٹس اشوک کمار گنگولی پر مشتمل بنچ نے سی بی آئی کے سابق ڈائرکٹر آر کے راگھون کی زیر قیادت ٹیم کو گجرات کے چیف منسٹر مودی کے خلاف جانچ کا حکم دیا ہے۔ عدالت کا یہ حکم ایسے وقت دیا گیا جب ملک میں عام انتخابات کا عمل جاری ہے۔ عدالت کے حکم سے گجرات مسلم کش فسادات کے ذمہ داروں کو فائدہ ہونے کا امکان ہے۔ منفی سوچ کی حامل مسلم دشمن تنظیمیں اس مسئلے کو اپنے نظریے سے پیش کرنے کی کوشش کریں گی۔ مسلمانوں کو ختم کرنے اور انہیں معاشی طور پر برباد کرنے والوں میں مبینہ طور پر نریندر مودی کے ملوث ہونے کے علاوہ کئی دیگر وزراء، عہدیدار اور مذہبی تنظیموں کے ارکان بھی شامل ہوسکتے ہیں۔ بلکہ فسادات کے بعد کئی تنظیموں اور ان کے ارکان نے بیانگ دہل کہا تھا کہ مسلمانوں کی تباہی اور قتل عام کے لئے وہ ذمہ دار ہیں۔ ایسا ہی ایک مبینہ قاتل احمد آباد کا بابو بجرنگی بھی ہے جس نے باقاعدہ اعلان کیا تھا کہ ۲۰۰۲ء میں گجرات کے قتل عام میں اس کا سب سے زیادہ ہاتھ تھا۔ اس نے کیمرے کے سامنے یہ کہنے کی بھی جرأت کی تھی کہ ہم نے مسلمانوں کی کسی ایک دکان کو بھی نہیں چھوڑا سب کو آگ لگادی۔ ہم نے مسلمانوں کو مارا، قتل کیا اور جلا دیا۔ ہم نے مسلمانوں کو اس لئے جلایا کہ وہ جلائے جانے سے ڈرتے ہیں۔ میری ایک ہی خواہش ہے کہ بے شک مجھے پھانسی پر لٹکا دیا جائے مگر مرنے سے دو دن پہلے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے کا موقع مل جائے۔ (سیاست، حیدرآباد)

جاوید انور

"وہ آرہے ہیں"۔ "وہ آجائیں گے"۔ "وہ چھا رہے ہیں" اور "وہ چھا جائیں گے"۔ "دنیا کو طالبان کی دہشت گردی سے عظیم خطرہ ہے" پاکستان اور اس کی فوج طالبان کو روکنے میں ناکام ہو چکی ہے" امریکا، ناٹو، اور پوری دنیا مل کر طالبان کے اژدہے کو ایٹمی پاکستان پر قبضہ سے روکے ورنہ دنیا تباہی کے لئے تیار ہو جائے" اسی قسم کے مندرجات سے تمام مغربی اخبارات کی خبروں، تجزیوں اور اداریوں کے صفحے بھرے ہوئے ہیں۔ افغانستان میں بھی ۱۹۹۶ء میں طالبان نام کا ہی گروہ اٹھا تھا اور مجاہدین کے تمام گروہوں کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرتے ہوئے تیزی سے کابل کی طرف بڑھتا چلا گیا تھا۔ اس وقت افغانستان میں طالبان کی پیشرفت پر مغربی دنیا تالیاں بجارہی تھی۔ پاکستان کی آئی ایس آئی متحرک تھی۔ افواج پاکستان اور اس وقت کی حکومت کی طالبان کو پشت پناہی اور بھرپور حمایت حاصل تھی۔ انھیں سعودی عرب کی بھی سرپرستی حاصل تھی۔ امریکا میں خوشی کی لہر تھی کیونکہ ان کے نزدیک افغانستان میں "مجاہد کے اسلام" کے بجائے "مولوی کا اسلام" قابل ترجیح تھا کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ مولویوں کا افغانستان داڑھی، پگڑی، اور ٹخنے کے اوپر پاجامہ درست کرنے میں لگا رہے گا اور وہ افغانستان میں اپنے کاروباری اسٹریٹجک مفاد کو آگے بڑھائیں گے۔ لیکن طالبان کے کابل پر اور تقریباً ۹۸ فی صد افغانستان پر قبضہ اور اپنے تمام حریفوں کو شکست دینے کے بعد طالبان نے بھی مجاہدوں جیسے "پر" نکالنے شروع کردئے۔ جس سے امریکی کمپنی کو افغانستان میں اپنی مرضی اور اپنی شرط پر تیل کے پائپ ڈالنے میں ناکامی ہوگئی۔ امریکی ملٹی نیشنل کمپنی کے نقصان کو امریکا اپنا نقصان سمجھتا ہے اور نقصان پہنچانے اور ان کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والی ہر طاقت کو راستہ سے ہٹا دیتا ہے۔ امریکا نے سوویت یونین کے تباہ شدہ افغانستان پر بمباری کرکے بچے کھچے افغانستان پر کارپٹ بمباری کی اور کابل میں اپنی فوج اتار کر افغانستان کے تمام غنڈوں، قاتلوں اور ٹھگوں کو کرایہ پر لے کر اس کے زیر نگرانی ایک کٹھ پتلی حکومت قائم کر لی۔ اس حکومت اور امریکی اور ناٹو قبضہ کے خلاف افغانستان میں طالبان کی جنگ جاری تھی کہ معلوم ہوا پاکستان میں بھی ایک طالبان کھڑا کیا جاچکا ہے۔ امریکہ کے خلاف نفرت کے ماحول میں پاکستان کے طالبان نے تیزی پکڑی اور دیکھتے ہی دیکھتے صوبہ سرحد کے سیاسی اور فوجی منظر نامے پر چھاتے چلے گئے۔ یہ کہنا اور سمجھنا بڑی بے وقوفی ہوگی کہ پاکستان کی خفیہ ایجنسی اور ان کے کسی حصہ کی بھرپور مدد کے بغیر یہ قوت کھڑی ہوسکتی تھی۔ افغانستان کے طالبان کی کابل کی طرف پیش قدمی اور اس کے بعد پسپائی کے منظرنامہ کو سامنے رکھا جائے تو کیا یہ شک نہیں گزرتا کہ ٹھیک وہی منظر دوبارہ دہرانے کی کوشش ہے۔

طالبان کی پیشرفت میں ایک تھیوری یہ بھی ہے کہ پاکستانی ایجنسیوں کی یہ کارروائی امریکی دفاعی بل میں اضافہ اور دفاعی امداد میں امریکی کانگریس کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے ہیں، سیکولر سیاسی قوتوں کی طرف سے سوات میں ان کے لئے ایک بے ضرر سے نظام عدل معاہدہ اور اس کے میڈیا کی طرف سے "شریعت" کے نفاذ کے معاہدہ کا واویلا بھی اسی تناظر میں دیکھنا چاہئے۔ یہ بھی اطلاعات ہیں کہ اب طالبان ایک نہیں بلکہ ان کی متعدد برانڈز آچکی ہیں۔ یعنی پاکستانی برانڈ طالبان، افغانستانی برانڈ طالبان، امریکی برانڈ طالبان، برطانوی برانڈ طالبان اور بھارتی برانڈ طالبان۔ کون سے طالبان کس وقت کیا اور کہاں کارروائی کریں گے، معلوم نہیں۔

طالبان اور اس فکر سے متاثر لوگوں کو ایک سیاسی قوت کے لحاظ سے اس خطہ میں اگر کوئی بڑا کردار ادا کرنا ہے تو انھیں اسلامی سیاست کے اصول اور بین الاقوامی صورت حال کی تمام جہتوں کو سامنے رکھ کر اپنی ترجیحات قائم کرنی ہوں گی۔ موخر کو مقدم اور مقدم کو موخر کرنے سے، اور اسلام سیاست اور ریاست کے جزئیات کو ضروریات پر مقدم کرنے سے بہت پیچیدگی پیدا ہوگی اور اسلام کے دشمن اسی کا فائدہ اٹھائیں گے، مثلاً اسلامی ریاست میں اسلامی تعزیرات کا قانون پہلے مرحلے میں نہیں بلکہ آخری مرحلہ میں نافذ ہوتا ہے۔ اور تعلیم، معاشی اور سماجی عدل وانصاف، تحفظ اور اخوت انسانی پہلے مرحلہ میں ہے۔ ثقافت اسلامی جس میں لباس (پگڑی اور کرتا وغیرہ) اور اسٹائل (داڑھی وغیرہ کا رکھنا) شامل ہے اس قدرتی علمی اور سماجی ماحول میں پنپتی ہے جس کو اسلامی ریاست ترویج دیتی ہے۔

یہاں اسے زور اور زبردستی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس ترجیح کو الٹنے کا تجربہ افغانستان میں ہو چکا ہے۔ اس غلطی کے بار بار ارتکاب کا اب کوئی موقع نہیں ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو سید احمد شہیدؒ کی اس خطہ میں اسلامی حکومت کی کوشش کی ناکامی بھی اسی ترجیحی غلطی کے باعث ہوئی تھی۔ انھوں نے پہلے ہی مرحلے پر مسلمانوں میں پائی جانے والی بدعات پر حملہ کیا اور مقامی مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنا دشمن بنا لیا تھا۔ آپؒ نے ۱۸۳۱ء میں رانا رنجیت سنگھ کی فوج کے ہاتھوں بالاکوٹ میں شہادت پائی۔ انھوں نے اپنی فوج کی تشکیل یوپی، بہار، اور بنگال کی ریاستوں میں کی تھی، مقامی مسلمانوں نے ان کا بھرپور ساتھ نہیں دیا۔ انھوں نے اس وقت اس خطہ (پشاور اور صوبہ سرحد) میں قائم سکھوں کے راجہ رانا رنجیت کی حکومت کو فوجی شکست دے کر اس علاقہ پر اسلامی حکومت قائم کر لی تھی۔ انھیں امیر المومنین کہا جاتا تھا۔ اس ریاست کے خاتمہ کے ایک صدی کے بعد اس علاقہ کے لوگوں کے لئے پاکستان کا قیام ایک امید کی کرن لے کر آیا۔ لیکن اول دن سے اس پر قابض جاگیردار، خان، وڈیرے، سیکولر، لبرل قوت، کرپٹ جرنیلوں علمائے سو اور سامراجی معاشی غلامی نے امید کے سارے دروازے بند کردئے۔ ●●

کیا امریکہ اس متنازعہ قید خانے کو جلد بند کردے گا؟

میاں مطیع الرحمان ایڈوکیٹ

سابق امریکی صدر جارج بش نے اپنے دور صدارت میں جس عقوبت خانے کو قائم کیا تھا اسے دنیا بھر میں گوانتاناموبے کے نام سے شہرت ملی۔ اس میں دنیا بھر سے مسلمانوں کو دہشت گردی کے نام پر لاکر ان پر جو ظلم وستم کیا اس کی داستانیں آج زبان زد عام ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ امریکہ کے صدارتی انتخابات میں ڈیموکریٹک پارٹی کے نامزد صدارتی امیدوار بارک اوباما نے واضح طور پر انتخابی جلسوں میں گوانتاناموبے کے حوالے سے اظہار خیال کیا اور اسے بند کرنے کا اعلان کیا تھا۔

امریکی صدر بارک اوباما نے جب کیوبا میں قائم متنازعہ امریکی حراستی مرکز گوانتاناموبے کو ایک برس کے اندر بند کرنے کے احکام جاری کئے تھے تو اس پر ملا جلا ردعمل سامنے آیا تھا۔ ان احکام میں دہشت گردی میں ملوث ملزموں سے تفتیش کے ظالمانہ طریقوں کی بھی ممانعت کی گئی اور کہا گیا ہے کہ امریکی فوج جسے بھی گرفتار کرے اس کے ساتھ انسانی برتاؤ کیا جانا چاہئے۔ اوباما کے مطابق ان اقدامات سے قانون کی عملداری قائم ہوگی اور وہ اقدار بحال ہوں گے جن کی بنیاد امریکی اکابر نے ڈالی تھی۔ ان اقدار کو امریکہ کی سلامتی پر فوقیت حاصل ہے۔ گوانتاناموبے میں اس وقت تقریباً ڈھائی سو افراد قید ہیں ان میں سے اکثریت کو کئی برس سے بغیر کسی مقدمہ کے قید رکھا گیا ہے۔ حقوق انسانی کی تنظیموں کی جانب سے وہاں قید رکھے گئے افراد پر تشدد اور غیر انسانی برتاؤ کے الزامات عائد کئے جاتے رہے ہیں۔ اور امریکہ کی بار ہا مذمت کی گئی ہے کہ امریکہ کے محکمہ دفاع کی فہرست کے مطابق خلیج گوانتاناموبے کے قید خانے میں اکہتر پاکستانیوں میں سے ترسٹھ کو پاکستان منتقل کردیا گیا ہے جب کہ آٹھ ابھی تک اس قید خانے میں بند ہیں۔ ایک اخبار نیویارک ٹائمز نے امریکہ کی محکمہ دفاع کی یہ فہرست شائع کی ہے۔ جس کے مطابق اس بدنام زمانہ قید خانے میں ابتدائی طور پر ۴۹ ملکوں سے تعلق رکھنے والے ۷۷۹ لوگوں کو لایا گیا تھا جس میں اب بھی دوسو اکتالیس افراد قید ہیں جب کہ پانچ سو تینتیس کو متعلقہ ملکوں کو منتقل کردیا گیا ہے۔ اس قید خانے میں حراست کے دوران پانچ افراد کی موت بھی واقع ہوگئی تھی۔ فہرست کے مطابق عبدالرحمن علی عبدالعزیز مجید خاں سیف اللہ پراچہ اور خالد شیخ محمد ان ۸ پاکستانیوں میں شامل ہیں جن کو ابھی تک پاکستان منتقل نہیں کیا گیا۔ خالد شیخ محمد کو ۱۱ رستمبر ۲۰۰۱ء کے امریکہ پر حملوں کا منصوبہ ساز قرار دیا جاتا ہے۔ فہرست میں یہ واضح نہیں کیا گیا کہ جو افراد اب بھی قید میں ہیں ان کے خلاف اصل الزامات کیا ہیں۔ اس کے علاوہ فہرست میں یہ بھی کوئی اشارہ نہیں دیا گیا ہے کہ آیا ان قیدیوں کو متعلق ملکوں کو منتقل کئے جانے کے بعد رہا کردیا گیا ہے یا وہ اب بھی قید ہیں۔

امریکہ کے محکمۂ دفاع کی اس فہرست میں سب سے زیادہ تعداد افغانستان سے تعلق رکھنے والوں کی تھی۔ دو سو کیس افغانیوں کے بعد سعودی عرب سے تعلق رکھنے والے ایک سو اتالیس افراد تھے جب کہ یمن کے باشندوں کی تعداد ایک سو گیارہ تھی۔ تعداد کے حوالے سے پاکستان کا نمبر چوتھا تھا جس کے ۷۱ قیدی اس قید خانے میں لائے گئے تھے۔ ان ملکوں کے علاوہ الجیریا، چین، مراکش، سوڈان، تیونس، کویت، تاجکستان، شام لیبیا، برطانیہ، لبنان، روس، عراق، ایران، متحدہ عرب امارات، فرانس، ازبکستان، بحرین، مصر، ترکی، قزقستان، سومالیہ، غزہ، سورطانیہ، آسٹریلیا، بنگلہ دیش، فلسطین، بیلجیم، کنیڈا ملیشیا، آذر بائیجان، سویڈن، اسپین، چاڈ، ڈنمارک، قطر اور امریکہ سے تعلق رکھنے والے افراد اس قید خانے میں قید تھے۔ بھارت سے کسی بھی شخص کو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں گرفتار کرکے گوانتاناموبے نہیں لے جایا گیا۔ صدر بارک اوباما نے اس سال فروری میں عہدہ صدارت سنبھالنے کے بعد گوانتاناموبے کے قید خانے کو بند کرنے کے احکام جاری کئے تھے۔ یہ فیصلہ صدر اوباما کی طرف سے کئے جانے والے فیصلوں میں سب سے پہلا فیصلہ تھا۔ امریکی صدر اوباما کے اعلان میں کہا گیا تھا کہ یہ قید خانہ جو دنیا بھر میں امریکہ کے لئے شرمندگی کا باعث بھی رہا تھا ایک سال کے اندر بند کردیا جائے گا۔

حال ہی میں وینزویلا کے صدر ہوگوشاویز نے کہا ہے کہ وہ کیوبا میں واقع گوانتاناموبے میں قید تمام افراد کو اپنے ملک میں بسانے کے لئے تیار ہیں۔ ہوگوشاویز نے یہ پیش کش جنوبی امریکہ اور عرب ممالک کے اجلاس میں کی ہے ان کا کہنا تھا کہ انسانوں کو اپنے ملک میں جگہ دینے پر انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ وینزویلا اور امریکہ کے تلخ تعلقات کے مدنظر اس بات کی امید کی ہی ہے کہ پنٹاگون اس معاملے میں شاویز سے کسی قسم کوئی بات کرے۔

ایک نشریاتی ادارے کے نمائندے کے مطابق جب اوباما انتظامیہ نے یہ واضح کیا تھا کہ وہ ایسے ممالک کی تلاش میں ہے جو گوانتاناموبے کے قیدیوں کو اپنے یہاں بسانے کیلئے تیار ہو تو اس وقت امریکہ نے یہ سوچا بھی نہیں ہوگا کہ ایسی پیشکش ہوگوشاویز کی جانب سے آئے گی۔ ہوگوشاویز نے گوانتاناموبے کو کیوبا کے حوالے کرنے کا مطالبہ بھی دہرایا اور کہا کہ امریکہ کو جلد ہی اس متنازعہ قید خانے کو بند کردینا چاہئے۔ کیا عالمی دباؤ پر امریکہ اس متنازعہ قید خانے کو جلد بند کردے گا؟ ●●

شمالی کوریا کا میزائل تجربہ اور امریکی صدر کی پریشانی

محمد شریف کیانی

شمالی کوریا نے عالمی دباؤ اور دھمکیوں کے باوجود طویل فاصلے تک مار کرنے والا راکٹ فائر کرکے پوری دنیا میں ہلچل مچادی۔ شمالی کوریا کا موقف ہے کہ اس تجربہ کا مقصد مواصلاحاتی سیارہ خلا میں بھیجنا تھا اور پرامن مقاصد کے لئے خلا کا استعمال اس کا حق ہے۔ ہمسایہ ملکوں کا اصرار ہے کہ شمالی کوریا نے اس طرح مواصلاتی سیٹلائٹ کی آڑ میں بیلسٹک میزائل کا تجربہ کیا ہے اور اس طرح نہ صرف خود کو اقوام عالم میں تنہا کرلیا ہے بلکہ پورے خطے کے امن، سلامتی اور استحکام کو بھی خطرے میں ڈال دیا ہے۔ چنانچہ جنوبی کوریا، جاپان سمیت فرانس، برطانیہ، جرمنی، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کی طرف سے احتجاج کی آوازیں بلند ہونا شروع ہوگئیں۔

جاپان نے شمالی کوریا کے راکٹ تجربے کی تصدیق کرتے ہوئے اسے افسوسناک قرار دیا اور کہا کہ شمالی کوریا سے فائر کیا گیا راکٹ جاپانی فضائی حدود سے گزر کر بحرالکاہل کی سمت جاتا دیکھا گیا۔ اسے تشویش ہے کہ اس کے ذریعے سے اسے بھی نشانہ بنایا جاسکتا ہے جب کہ امریکی محکمہ خارجہ کا کہنا تھا کہ پیانگ یانگ اس میزائل کے تجربے کے ذریعے امریکی سرحدوں کو نشانہ بنانے کی صلاحیت حاصل کرنا چاہتا ہے۔

واشنگٹن، ٹوکیو اور سیول نے اس تجربے کو سلامتی کونسل ۲۰۰۶ء میں پاس ہونے والی قرارداد نمبر ۱۷۱۸ء کی خلاف ورزی قرار دیا جس میں شمالی کوریا کو بیلسٹک میزائل کے تجربے سے باز رہنے کو کہا تھا۔

امریکی صدر بارک اوباما جو شمالی کوریا کے راکٹ تجربے کے وقت پراگ میں موجود تھے انہوں نے اس تجربے کو ایک اشتعال انگیز کارروائی قرار دیا اور کہا کہ شمالی کوریا نے ایک مرتبہ پھر قوانین توڑتے ہوئے راکٹ ٹیسٹ کرنے کا تجربہ کیا ہے جو کہ دور مار کرنے والے میزائل کو لے جانے کے لئے استعمال ہوسکتا ہے اور پراگ کے خوبصورت قلعے میں ۳۰ ہزار افراد کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے دنیا کو جوہری اسلحہ سے پاک کرنے کا اپنا منصوبہ پیش کیا۔

امریکی صدر نے کہا کہ ایٹمی ہتھیار سرد جنگ کی سب سے خطرناک وراثت ہے۔ سرد جنگ تو ختم ہوگئی لیکن ایٹمی ہتھیار آج بھی موجود ہیں۔ شمالی کوریا ایک عرصہ سے اپنے ایٹمی اسلحہ خانے میں اضافہ کے لئے کوشاں ہے اور سلامتی کونسل کی قرارداد کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اسے سمجھنا ہوگا کہ سلامتی اس طرح غیر قانونی اسلحہ سے نہیں آتی۔ ایٹمی ہتھیار استعمال کرنے والی واحد قوم ہونے کے ناطے یہ امریکہ کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ دنیا کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک کرنے کیلئے رہنمائی کرے۔ اس کے لئے آئندہ سال ایک عالمی، کانفرنس بلا کر ایٹمی ہتھیاروں کے تجربات پر مکمل پابندی، ان کے خاتمے اور جوہری مواد کے تحفظ کیلئے مربوط اور منظم کوششوں کا احاطہ کیا جائے۔

شمالی کوریا کی طرف سے یہ ٹیسٹ امریکی صدر بارک اوباما کے لئے اس کی طرف سے ایک پہلا بڑا چیلنج ہے جب کہ واشنگٹن سے اس کے تعلقات پہلے ہی خاصے کشیدہ ہیں۔ جنوبی کوریا نے شمالی کوریا کے اس تجربے کو انتہائی غیر ذمہ دارانہ اور ناعاقبت اندیشانہ قرار دیتے ہوئے اپنی ۶ لاکھ ۸۰ ہزار فوج کو کسی بھی غیر متوقع صورتحال سے نمٹنے کے لئے ہائی الرٹ کردیا اور جاپان نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل سے اس معاملے پر غور کرنے کے لئے ہنگامی اجلاس بلانے کی درخواست کردی جو قبول کرلی گئی۔

سفارتکاروں کا کہنا ہے کہ سلامتی کونسل اس معاملے پر مشاورت جاری رکھے گی۔ تاکہ اس معاملے پر مناسب طریقے سے ردعمل ظاہر کیا جاسکے۔ امریکہ اور جاپان چاہتے ہیں کہ سلامتی کونسل سخت ایکشن لے اور شمالی کوریا کو ایک واضح، ٹھوس اور متفقہ پیغام دیا جائے جب کہ اس کے برعکس چین اور روس اس سلسلے میں تحمل کا مظاہرہ کرنے کے خواہاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ دنیا کو ایسے اقدامات سے گریز کرنا چاہئے جس سے تناؤ میں اضافہ ہو۔ سلامتی کونسل کو اس سلسلے میں احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ راکٹ خلاء میں داغنے کے بعد شمالی کوریا نے کہا تھا کہ مصنوعی سیارے کو مدار میں چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ کامیابی سے ڈیٹا بھیج رہا ہے تاہم اس دعوے کے چند گھنٹے بعد امریکہ اور جنوبی کوریا کے حکام نے اس کی تردید کرتے ہوئے تجربے کو ناکام قرار دیا۔ اس کی طرف سے جاری ہونے والے ایک بیان میں کہا گیا کہ راکٹ اور اس پر رکھا گیا سامان بحراوقیانوس میں آکر گرے ہیں۔ اور خلاء میں اس کا کوئی حصہ نہیں پہنچ پایا ہے۔ جب کہ شمالی کوریا نے اپنی کوششوں کو تکنیکی مہارت، ہنرمندی اور کوششوں کی کامیابی سے تعبیر کرتے ہوئے اسے ایک اہم پیش رفت قرار دیا جو مستقبل میں نئی کامیابیوں کی راہ ہموار کرسکتا ہے۔ ●●

زندگی کی جدوجہد میں ناکام ہی خودکشی کرتے ہیں

عارف عزیز بھوپال

انسانی زندگی خدا کی دی ہوئی ایک بیش بہا نعمت ہے جس کے لئے انسان کو اپنے مالک حقیقی کا شکر گزار ہونا چاہئے اور اس کی حفاظت کرنی چاہئے چہ جائیکہ انسان مشکلات پریشانیوں اور ناآسودگیوں سے گھبرا کر اپنے ہاتھوں اپنی زندگی ختم کرلے، ایسا انسان سماج ومعاشرہ کے تئیں ہی بزدل نہیں قرار دیا جاتا مذہب کی رو سے بھی اس کا مواخذہ ہوگا۔ لیکن دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ آج کا انسان جب مصائب وآلام سے گھر جاتا ہے اور اس کے اندر حالات سے مقابلے کی طاقت نہیں رہتی یا اسے اپنی زندگی مختلف وجوہ سے بے مقصد نظر آنے لگتی ہے تو وہ مذہب وسماج کی واضح ہدایات پابندیوں کو نظر انداز کرکے اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے پر کمربستہ ہوجاتا ہے۔ اس کا ایک ثبوت ہندوستان کے بڑے شہروں میں خودکشی کی شرح بڑھ جانا ہے۔

ایک تجزیہ کے مطابق ملک میں ہر پانچ منٹ کے اندر کہیں نہ کہیں خودکشی کا واقعہ رونما ہوتا ہے، راجدھانی دہلی میں سالانہ تقریباً ایک ہزار افراد خودکشی کرکے اپنی جان گنوادیتے ہیں، گزشتہ دنوں ایک پان کی دوکان والے نے اپنے پورے خاندان کو زہر دے کر اپنی زندگی سے بھی ہاتھ دھولئے۔ جس سے راجدھانی کے عام لوگوں کے دل دہل گئے تھے، واردات کے بعد جب پولیس نے گھر کی تلاشی لی تو وہاں اناج کا ایک دانہ نہیں ملا، پورا گھر بھکمری اور مفلسی سے عاجز آچکا تھا، گھر کی دیواروں پر انتہائی دردناک فقرے لکھے تھے، جب سے دل میں ماحولیات کی اصلاح کو لے کر مہم شروع ہوئی ہے اور کارخانے بند ہوگئے ہیں وہاں خودکشی کی وارداتوں کی شرح بڑھ گئی ہے، شہر کو صاف ستھرا اور خوبصورت بنانے کے نام پر کافی لوگوں کو فٹ پاتھ پر سے بھی ہٹایا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے بڑی تعداد میں مقامی لوگ بے روزگار ہوگئے ہیں انہیں روزی روٹی کمانے کا کوئی متبادل راستہ نظر نہیں آرہا ہے۔ حکومت سماجی تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ثابت ہورہی ہے۔ یہ حال چند مخصوص شہروں کا ہی نہیں دوسرے بڑے شہروں سے بھی خبریں مل رہی ہیں کہ لوگ وہاں زندگی کی جدوجہد سے ناکام ہوکر فرار کا یہی راستہ اپناتے ہیں کہ خودکشی کرلیں، مختلف شہروں میں خودکشی کے اسباب جداجدا ہوسکتے ہیں۔ کہیں حق تلفی اور مایوسی اس کا سبب بنتی ہے تو کہیں غریب اور بے روزگاری سے عاجز آکر لوگ خودکشی کرلیتے ہیں، آندھرا پردیش، مہاراشٹرا اور کرناٹک میں کسان فصلیں خراب ہونے یا وقت پر پانی وبجلی نہ ملنے سے، بینکوں کو قرض ادا نہیں کرپاتے تو موت کو گلے لگانے میں عافیت سمجھتے ہیں کیونکہ اس طرح ان کے اہل خاندان کو سرکار کی طرف سے مالی امداد مل جاتی ہے۔

خودکشی کی بیشتر وارداتیں، غربت، بے روزگاری یا مالی پریشانی کے باعث ہوتی ہیں، ان کے علاوہ دیگر اسباب بھی ہوسکتے ہیں مثال کے طور پر جہیز کے مظالم سے تنگ آکر یا عصمت دری کا شکار ہوکر بھی عورتیں مرجانا گوارا کرلیتی ہیں۔ اس کے علاوہ بعض بیماریاں اور نفسیاتی وجوہ بھی ہوسکتے ہیں۔

تاہم خودکشی کی ان وارداتوں کا تجزیہ کیا جائے تو ایک حقیقت واضح طور پر سامنے آئے گی کہ مسلمانوں میں اس کا اوسط دوسرے فرقوں کے مقابلے میں نہایت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے اور اس کا سبب ان کا وہ عقیدہ ہے جس کے مطابق ہر اچھے اور برے کام کرنے والا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اس لئے عام طور پر مسلمان تنگی وبدحالی یا دیگر پریشانیوں کو برداشت کرنے کا زیادہ مادہ رکھتے ہیں دوسرے انہیں مذہبی طور پر اپنی جان خود ختم کرلینے سے منع کیا گیا ہے۔ اور جزاء وسزا کے تعلق سے ان کا عقیدہ آخرت خودکشی کی حوصلہ شکنی کرتا ہے، حقیقت میں خودکشی کے روزافزوں واقعات بیمار معاشرے کی دین ہیں چونکہ ہمارا سماج حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت دن بدن کھوتا جارہا ہے، اس میں ہمت و برداشت کم ہورہی ہے اس لئے خودکشی کی وارداتیں بڑھ رہی ہیں ان کو اگر روکنا ہے تو معاشرے کے احوال کو درست کرنا پڑے گا۔ خاص طور پر اس میں اخلاقی جرأت او رہمت کی افزائش ہونا چاہئے۔ تبھی اس بزدلی میں کمی آسکتی ہے۔

ہندوستان کی بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں ایسی سماجی تنظیموں کا فقدان ہے جو مایوس وبے سہارا لوگوں کو بروقت رہبری ومدد کرسکیں، نفسیاتی طور پر انہیں دم دلاسہ دینے کا کام انجام دیں، اس طرح حکومت کو ہی نہیں عوام کو بھی توجہ دینی چاہئے۔ ●●

پوتی کی بلی

اڑیسہ کے سنبھل پور ضلع کے ایک شخص نے اچھی فصل کے لئے اپنی دس سالہ پوتی کی بلی دے دی۔ قبائلی فرقے کے راجیش ہیم پریم نے ۲۷ راپریل کو اچھی فصل کی لالچ میں اپنی پوتی بورینکا کنڈولانا کو دھار دار اسلحہ سے قتل کردیا اور اس کا خون ایک برتن میں جمع کرلیا۔

دادا کا قتل

باغپت۔ تھانہ بڑوت کے باؤلی گاؤں میں دیر شام نندپال (۸۰) اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا تبھی اس کا پوتا پردیپ گھر پہنچا اور اپنے دادا کو گولیوں سے بھون کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بتایا جاتا ہے کہ ہرپال نے اپنی کچھ زمین دوسرے بیٹے کے نام کردی تھی۔ اس سے ناراض ہوکر اس کے دوسرے بیٹے کے لڑکے پردیپ نے اسے مار ڈالا۔ پولیس نے موقع پر پہنچ کر لاش کو قبضے میں لے کر پوسٹ مارٹم کے لئے بھجوادیا ہے۔ پردیپ موقع سے فرار ہوگیا ہے۔

طب وصحت

موسم گرما کی سبزیاں اور ان کے طبی فوائد

حکیم محمد ابراہیم شیخ

سبزیاں انسانی صحت کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہیں، سردیوں کی طرح گرمی اپنی شدت سے انسانی صحت پر اثرات مرتب کرتی ہے۔ تو ایسے حالات میں سبزیاں مقابلہ کرنے کے ساتھ لذت وتوانائی مہیا کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ممالک خصوصاً امریکہ، برطانیہ اور یورپ میں سبزیوں کو عام کرنے اور ان کی افادیت محسوس کرانے کے لئے سبزیاں ایک دوسرے کو تحفے کے طور پر دی جانے لگی ہیں۔ ہمارے ہاں تحفے کی بات پر حیرت کا اظہار کیا جاتا ہے، جب کہ یورپی غذائی ماہرین نے انسانی صحت برقرار رکھنے اور بیماری کی صورت میں شفا کے لئے سبزیوں کی افادیت کو بڑی اہمیت دی ہے۔ لہٰذا موسم کی سبزیوں کو اپنی خوراک میں شامل کرنا ضروری ہے کیونکہ سبزی استعمال کرنے والا موٹاپے "دل" معدے سمیت دیگر امراض سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ سبزیوں میں ریشے (فائبر) کے اجزاء زیادہ ہوتے ہیں جو فوری ہضم ہوجاتے ہیں۔ اس سے قبض نہیں ہوتا۔ سبزیاں گرمی کا بہترین تحفہ ہیں۔

پودینہ

خوشبودار سبزی ہے۔ اس کی چائے مشروب، جوشاندہ سرکہ، چٹنی، سلاد، عرق، معجون، جوہر اور کھانوں میں خوشبو اور ذائقے کے لئے خصوصاً گرمی اور برسات کے موسم میں عام استعمال ہوتا ہے۔ یہ زود ہضم اور پیٹ کے امراض، قبض، اپھارہ، السر، پھیپھڑوں کی بیماریوں، سانس کی تکلیف، اسہال، منہ کی بدبو، گیس، متلی، ہچکی، اور ہیضے جیسی بیماریوں میں موثر اور فائدہ مند ہے۔ معدہ جگر اور گردے وغیرہ کو قوت بخشتا ہے۔ جسم کے اندر زہریلے فاسد مادوں کو ختم کرتا ہے۔ خرابیاں دور کرنے کی خاصیت کے ساتھ پسینہ لاتا ہے اور بھرپور غذائیت کا حامل ہے۔ اس کا استعمال کھانوں کے علاوہ ادویات اور دیگر اشیاء کی تیاریوں میں ہورہا ہے۔ چاکلیٹ، جیلی، جام، جوس، چیونگم، ٹافیاں، ٹوتھ پیسٹ، منجن، مرہم میں پودینہ کا استعمال کیا جارہا ہے۔ پودینہ خشک دس گرام، سونف ۱۰ گرام، الائچی ۱۰ گرام، مصطگی رومی دس گرام پیس کر سفوف صبح وشام دو گرام استعمال کریں۔ یہ سفوف ہاضم، مسکن، کاسر ریاح، پیٹ کی جلن، ریاح ومعدہ کی گیس میں بہت مفید ہے، غذا کو ہضم بھی کرتا ہے۔

بھنڈی:

گرمی میں جب جسم سے مسلسل پانی خارج ہورہا ہوتو لعاب دار سبزیاں جسم میں پانی کی کمی پورا کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ ان میں بھنڈی سرفہرست ہے۔ اس کو سبزی اور پھل میں شمار کیا جاتا ہے۔ گرم مزاج والوں وپیچش، زخم امعاء، سوزاک، جریان اور گرم کھانسی میں اس کا استعمال بے حد فائدہ مند ہے۔ کیلشیم، فولاد، فاسفورس، وٹامن اے سی اس کے اہم اجزاء ہیں۔ مادہ منویہ کو گاڑھا کرتی ہے، اور وزن میں اضافہ کرتی ہے۔

شربت بھنڈی: بھنڈی تازہ کتری ہوئی ۲۵۰ گرام، کشمش سبز ۵۰ گرام، الائچی سبز ۲۰ گرام، شکر، ۷۵۰ گرام۔ تمام چیزیں رات کو پانی میں بھگودیں، صبح جوش دے کر شکر ملا کر قوام بنالیں، صبح وشام دو دو چمچے پانی میں ملا کر استعمال کریں۔ فوائد: مسکن سکرہ، آنتوں کے امراض، زخم وپیچش میں مفید ہے۔

ککڑی:

ککڑی گرمی کے موسم کی معروف سبزی ہے جسے سلاد کے طور پر کچا استعمال کرنا بہترین گرمی کی شدت اور لو کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے قدرت کا بیش بہا تحفہ ہے۔ اس کا مزاج سرد وتر ہے۔ صفراء، سوزش، حدت خون وجگر کو تسکین دیتی ہے، پیاس بجھانے کے ساتھ پیشاب آور ہے، یرقان میں اس کا استعمال فائدہ مند ہے۔ گردہ مثانہ کی پتھری کو خارج کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اس کے مغز کو پیس کر چہرے پر ضماد کرنے سے چہرے کے داغ وپھنسیاں ختم ہوجاتی ہیں۔

ٹنڈے:

ٹنڈا گرمیوں کی عام سبزی ہے جو ایک بیل کا پھل ہے۔ اس کی دو قسمیں ہوتی ہے: سفید اور سیاہ پروٹین، کلوروفام اور وٹامن سی اس کے اجزاء ہیں۔ جسمانی کمزوری، لاغری کو دُور کر کے جسم کو موٹا اور تروتازہ کرتا ہے۔ مقوی دماغ اور پیشاب آور ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کو اعتدال پر لاتا ہے۔ اور بخار میں مفید ہے۔ ٹنڈے کا سوپ: زیرہ سفید بھنا ہوا، کالی مرچیں، کالا نمک ملا کر پینے سے دماغ کو تقویت ملتی ہے اور غذائی کی پوری ہوتی ہے۔

اروی:

اروی اپنے طبی خواص کے مطابق گرم تر سبزی ہے۔ بدن فربہ کرتی، کھانسی، خشکی، سینہ مولد ومغلظ منی اور باہ کو حرکت دیتی ہے۔ گردوں کو طاقت دیتی اور اس کے اوپر کی چربی کو بحال کرتی ہے۔ اس میں وٹامن اے بی کے علاوہ نشاستہ، شکر اور روغنی اجزاء بڑی مقدار میں ہوتے ہیں، بواسیر خونی میں فائدہ دینے کے ساتھ جسمانی طاقت اور امراض قلب میں بھی فائدہ مند ہے۔

توری

موسم گرما کی عام وستی سبزی ہے۔ گرمیوں کے دوران پیاس کی شدت میں اضافہ اور معدے کی جلن میں نہایت مفید ہے۔ گرمی کی کھانسی کے دوران فائدہ دیتی ہے۔ جسم کی حدت کو کم کرتی ہے، یہ جلد ہضم ہونے والی سبزی ہے۔

کریلا

خون صاف کرنے کی قدرتی دوا ہے۔ کریلے کا مزاج گرم وخشک ہے۔ اس کی کڑواہٹ میں طبی نکتہ نگاہ سے اہم فوائد پوشیدہ ہیں۔ یہ قبض کشا ہے، جسم کو قوت فراہم کرنے کے ساتھ ہر قسم کے زہروں اور رکے ہوئے فاسد مادوں کو خارج کرتا ہے، بھوک میں اضافہ کرتا ہے، معدہ، جگر، تلی، گردوں کی بیماریوں اور بخار میں مبتلا افراد کے لئے مؤثر کام کرتا ہے۔ ذیابیطس کے مریضوں کے لئے فائدہ مند ہے۔

ذیابیطس کے لئے کریلا پچاس گرام، پوست بہیڑہ بارہ گرام ہلدی پچیس گرام، تمام دواؤں کو صاف کر کے باریک پیس لیں۔ ایک ایک گرام صبح وشام پانی سے استعمال کریں۔

جالندھر کریلے کا پانی پچیس ملی لیٹر شہد ملا کر روزانہ استعمال کیا جائے تو اس مرض میں مفید ہے۔ ●●

بقیہ: آفات لسان سے تحفظ دنیا وآخرت میں کامیابی کا اہم ذریعہ

کاٹ رہے ہیں اور اپنے منہ کا نوالہ بنا رہے ہیں۔ آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ آپؐ کے وہ امتی ہیں جو دنیا میں لوگوں کی غیبت کیا کرتے تھے۔ غیبت کے بارے میں احادیث میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔ غیبت اجتماعی زندگی میں فساد برپا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ تنظیمی زندگی میں غیبت ایسی اخلاقی برائی ہے جو ہمارے اجتماعی نظم اور اجتماعی شیرازے کو بکھیرنے کا کام انجام دیتی ہیں۔ یہ دلوں کو پھاڑنے والی، نظر کو درہم وبرہم کرنے والی اور اجتماعی زندگی میں فساد برپا کرنے والی شئے ہے۔ کچھ بندگانِ خدا جو ایک مقصد کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوتے ہیں، یہ انہیں بکھیر دیتی ہے۔ آپس میں رنجش اور تعلقات میں ناخوشگواری پیدا کرتی ہیں اور اجتماعی زندگی میں فساد کا ذریعہ بنتی ہے اور نتیجتاً تحریک کے کام کی رفتار کو مدھم کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اجتماعی زندگی میں کامیابی سے آگے بڑھنے کے لئے اور اپنی قوت کو تیز کرنے کے لئے کم از کم اخلاقی ضابطہ یہ ہے کہ تحریک کا کوئی ساتھی کسی کی تحقیر نہ کرے، اس کی غیبت نہ کرے، اس پر بہتان نہ باندھے، اس پر الزام نہ لگائے۔ اس کے بارے میں بدگمان نہ ہو، اس سے حسن ظن رکھے۔ اس سے ایثار وقربانی اور خیر خواہی کا معاملہ رکھے۔

دلآزاری اورتمسخر: آفات لسان میں تیسری بری آفت دلآزاری اور تمسخر ہے۔ دلآزاری اور تمسخر کے بارے میں حدیث میں بڑی عجیب وغریب سزا بیان کی گئی ہے۔ حدیث میں آتا ہے: "تمسخر کرنے والا جنت کے دروازے کی طرف جائے گا تو وہ دروازہ کھلا ہوگا، مگر جیسے ہی وہ دروازے پر پہنچے گا وہ بند ہوجائے گا"۔

مذاق کے بارے میں آتا ہے کہ جو کسی کا مذاق اڑاتا ہے، اس کا مذاق اڑایا جائے گا۔ قرآن مجید میں اس بات سے روکا گیا ہے کہ کسی کی اہانت وتحقیر کی جائے اور اس کے عیب کو اس طرح بیان کیا جائے کہ اس پر لوگ ہنسیں۔ اشارہ کرنا، نقل اتارنا، مذاق اڑانا، فقرے کسنا، پھبتی چست کرنا، یہ تمام چیزیں تحقیر ومذاق اور استہزاء میں آجاتی ہیں۔ اس معاملے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ نے ذرا قد آور بنایا ہے تو محض لمبے قد کی بنا پر اس کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے۔ ہمارے دفتر میں ایک صاحب تھے۔ ذرا لمبے تھے۔ لوگوں نے ان کو "ٹاور" کہنا شروع کیا۔ جب لوگ انہیں کہتے تو وہ اپنے دل میں بڑی سبکی محسوس کرتے۔ کوئی موٹا ہے تو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بھینس جارہی ہے۔ اب کہنے کو تو یہ ایک معمولی سا جملہ ہے لیکن ہمیں احساس ہی نہیں ہوتا کہ اس سے ہمارے بھائی کی کتنی دلآزاری ہوتی ہے۔ دلآزاری اتنا بڑا گناہ ہے کہ اسے کعبۃ اللہ گرانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ ایک صحابیؓ آپؐ کے پاس آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے اچھا عمل کونسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، اپنے بھائی کی خدمت کرنا، اس کی حاجت پوری کرنا۔ انھوں نے پوچھا: اللہ کے نزدیک سب سے برا عمل کونسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف دینا اور اس کی دلآزاری کرنا۔ پھر آپؐ نے اس پر ایک اضافی جملہ اور ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی کی دلآزاری، اس کا دل دکھانا اسے تکلیف دینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا بڑا گناہ ہے جیسے کوئی شخص کعبۃ اللہ کو اپنے ہاتھ سے گرا دے اور ڈھا دے۔ دلآزاری اور تمسخر بھی اجتماعی زندگی میں فساد برپا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں اور تحریکی زندگی میں جہاں دولتمند بھی ہوتے ہیں، غریب بھی ہوتے ہیں، وہاں ایسے معاملات میں بہت ہی زیادہ احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک آدمی ایک جملہ کس کر اور ایک بات کہہ کر اپنے لئے تو تفریح کا سامان مہیا کرلیتا ہے، لیکن ہوسکتا ہے کہ یہ تھوڑا سا تمسخر ایک رفیق، ایک ساتھی اور ایک بھائی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوری کا ذریعہ بن جائے۔

چغلی: آفات لسان میں چوتھی چیز چغلی ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ کسی کی ایک بات جسے وہ دوسروں سے چھپانا چاہے، اسے دوسروں پر ظاہر کردینا۔ ایک شخص کے اندر ایک کوتاہی ہے، وہ اسے چھپانا چاہتا ہے لیکن دوسرے صاحب اس کی تشہیر کرتے پھر رہے ہیں۔ ایک بات اس کو معلوم ہوئی دھڑلے سے اجتماع میں کہہ دی۔ ایک شخص کے اندر ایک چھوٹی سی برائی یا کوتاہی ہے، دوسرا آدمی اگر اس کا خیر خواہ ہے تو خیر خواہی کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ اس سے علیحدہ ملے۔ پہلے تو وہ اس برائی کے بارے میں اطمینان حاصل کرے کہ واقعی وہ برائی اس فرد میں موجود ہے بھی یا نہیں۔ اگر ہو تو اسے دور کرنے کی نصیحت کرے۔ پھر تنہائی میں وہ اس کے لئے دعا کرے۔ خیر خواہی کا تقاضا تو یہ ہے۔ لیکن وہ صاحب کرتے یہ ہیں کہ اس کی عزت کو نقصان پہنچانے کے لئے دوسروں کے سامنے اس کی برائی کا ذکر کردیتے ہیں۔ یہ چغلی خواہ انفرادی نوعیت کی ہو یا اجتماعی، بہرحال سنگین گناہ ہے۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چغلی کرنے والے انسان کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ چغلی اخلاقی برائیوں میں سے ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چغل خور انسان جنت میں داخل نہ ہوگا۔

بہتان، الزام تراشی، نیت پر حملے اور گمان پر فیصلے:

آفات لسان کے سلسلے میں پانچویں چیز بہتان، الزام تراشی، نیت پر حملے اور گمان پر فیصلے ہیں۔ یہ چاروں چیزیں مختلف حیثیتوں سے گھوم پھر کر ایک ہی چیز ہوجاتی ہیں۔ کسی پر بہتان اور الزام تقریباً ایک ہی چیز ہے۔ نیت پر حملے کرنا، مثلاً ایک شخص بظاہر نیک کام کر رہا ہے۔ اپنی دانست میں وہ پورے خلوص وتقویٰ اور ہر لحاظ سے ایک صحیح کام کر رہا ہے، لیکن اس کا وہ کام ہمارے پلے نہیں پڑتا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ غلط کر رہا ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم وضاحت طلب کرتے، ہم نے اس کی نیت پر حملہ کردیا۔

گمان پر فیصلہ اخلاقی نوعیت کا ایسا جرم ہے جو اجتماعی زندگی میں فساد برپا کرتا ہے۔ گمان کے بارے میں قرآن کریم نے بڑی تفصیل سے احکام دیئے ہیں۔ کون سا گمان غلط ہے، کون سا صحیح؟ کون سا جائز اور کون سا ناجائز؟ اس تشریح میں ہمیں یہ چیز ملتی ہے کہ ایک شخص اپنے بھائی کے بارے میں حسن ظن تو رکھ سکتا ہے لیکن اسلام اسے اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ فوراً بدگمان ہوجائے۔ یہ انسان کی فطری کمزوری ہے کہ کسی کے بارے میں اچھی رائے تو وہ بیسیوں تجربات اور مہینوں ساتھ رہنے کے بعد قائم کرتا ہے، مگر جہاں تک بدگمان ہونے کا معاملہ ہے تو وہ ایک سیکنڈ میں بدگمان ہوجاتا ہے۔

انسان کی کمزوری ہے کہ وہ بدگمان ہوجاتا ہے، لہٰذا اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ جس بات سے بدگمانی پیدا ہوجانے کا شبہ ہو اس کو واضح کردیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔ اس کی ایک بہترین مثال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک واقعے میں ملتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تنہائی میں چھوٹی سی پگڈنڈی پر سے گزر رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت اُم سلمہؓ زوجہ محترمہ تھیں۔ دور سے آپؐ نے ایک صحابیؓ کو جاتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دے کر انہیں بلایا اور فرمایا کہ دیکھو، میرے ساتھ جو خاتون ہیں یہ اُم سلمہؓ ہیں۔ اب تم جاسکتے ہو۔ صحابیؓ حیران ہوئے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپؐ نے کیا بات کہی۔ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، آپؐ نے یہ کیسے فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان ہر شخص کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ تو جس بات کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تعلیم دی وہ یہ ہے کہ جس حد تک آدمی اپنی پوزیشن واضح کرسکے، واضح کردے۔ ایک آدمی کھانے میں کسی چیز سے پرہیز کرتا ہے اور وہ کسی بڑے منصب پر فائز ہے۔ طعام گاہ میں اس کے لئے کوئی پرہیزی چیز آتی ہے تو سوچنے والا سوچ سکتا ہے کہ ہم تو کھا رہے ہیں بڑے کا گوشت اور حضرت بکرے کا گوشت کھا رہے ہیں۔ اب ان سے بڑے کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ تو یہ اس قسم کی چیزیں ایسی ہیں کہ خود آدمی کو وضاحت کردینی چاہئے اور دوسروں کو بھی بدگمان ہونے سے بچنا چاہئے۔

گالی گلوچ، لعنت ملامت

چھٹی چیز گالی گلوچ اور لعنت ملامت کرنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے اور ان کا قتل کرنا کفر ہے۔ جو شخص کسی پر لعنت کرے اور وہ اس کا مستحق نہیں ہوتا تو لعنت اسی پر لوٹتی ہے۔ آفات لسان میں یہ بھی بہت قابل مذمت شئے ہے اور اس سے ہمیں بچنا چاہئے۔ ایک حدیث میں گالم گلوچ کو منافقت کی ایک علامت بتایا گیا ہے۔

مدح سرائی:

آفات لسان میں ایک اور چیز مدح سرائی ہے۔ اپنے ساتھی کے مالدار ہونے پر یا اعلیٰ منصب کے ہونے پر یا کسی اور بنا پر اس کی تعریف کرنا وہ شئے ہے جس میں بہت سے گناہ شامل ہوجاتے ہیں۔ جس کی تعریف کر رہے ہیں وہ تعریف اس میں تھی یا نہیں۔ مثال کے طور پر ہم کسی سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی، حالانکہ خوشی کوئی نہیں ہوتی۔ بذات خود یہ ایک جھوٹ ہے۔ اس کے بعد پھر ماشاء اللہ کیا بات ہے۔ یہ اور یہ! ساری باتیں بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی تعریف سننے کی خواہش لوگوں کو اندھا اور بہرا کردیتی ہے۔ جس کے اندر تعلیم کی، تقریر کی، وعظ کی، نصیحت کی، صلاحیت موجود ہے اور ساتھ ہی اس کے اندر مدح سننے کا یہ خناس بھی موجود ہے تو اسے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اندھا اور بہرا قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ یہیں سے اس کی بھلائی اور نیکی کے راستے بند ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ اس مدح سرائی کے بہت سے پہلو ہیں۔ خلاف واقعہ باتیں کرنا، بیجا تعریف میں جھوٹ بولنا، ریا، کبر اور زبان کا لغویات میں استعمال وغیرہ۔ ٹھیک ہے جہاں حوصلہ افزائی کی ضرورت ہو وہاں حوصلہ افزائی بھی کرنی چاہئے۔ لیکن بے جا تعریف سے احتراز ضروری ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدح سرائی کے بارے میں فرمایا: "جس شخص نے اپنے دوست کی کسی مجمع میں تعریف کی اس نے گویا اپنے دوست کی گردن کاٹ دی"۔ اور آپؐ نے فرمایا: "کسی کو چھری سے ذبح کردینا اس سے بہتر ہے کہ اس کے منھ پر اس کی تعریف کردی جائے"۔ کسی کی تعریف کرنا اسے کبر میں مبتلا کرنا ہے۔ وہ ریاکاری کا شکار ہوجاتا ہے۔ اعمال میں اس کے سستی آتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا سے دور ہوجاتا ہے۔

جھوٹا وعدہ

اس کے بعد آٹھویں چیز جھوٹا وعدہ ہے۔ یہ بھی اخلاقی برائیوں میں سے ہے اور اس کا تعلق بھی آفات لسان سے ہے۔ اس کا معاملہ بھی ایسا ہے کہ بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں ہم وعدے کے طور پر کرتے ہیں، ان کو نبھا نہیں پاتے۔ مثلاً کل عصر کے بعد ملوں گا۔ اب عصر کے بعد نہیں ملے۔ یہ بات اپنی جگہ طے ہے کہ جس کو ملنا ہے اس کو بھی یاد نہیں رہا اور جو ملنے کے لئے آنے والا تھا اس کو بھی نہیں یاد رہا۔ دونوں وقت پر نہیں پہنچے، لیکن یہ کہنا کہ میں عصر کے وقت پہنچوں گا اور عصر کے وقت نہ پہنچنا، بہرحال اس کا شمار جھوٹے وعدوں میں کیا جائے گا اور نامۂ اعمال میں یہ گناہ لکھا جائے گا۔

چھوٹی چھوٹی بہت سی باتیں ایسی ہیں جو ہم کرڈالتے ہیں مگر ان کا شمار جھوٹے وعدے میں ہوجاتا ہے اور جن سے بہرحال احتیاط کرنی چاہئے۔ اس کے علاوہ جھوٹی قسم کھانا اور مسلمان کی دلآزاری کرنا ان کے بارے میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے روکا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں آفات لسان سے بچائے اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ ●●

تعارف وتبصرہ

📖

نام کتاب : مشرقی کتب خانے
مصنف : مولانا عبدالسلام ندوی
صفحات : ۸۸ ☆ قیمت: ۵۰ روپے
ناشر : مولانا عبدالسلام ندوی فاؤنڈیشن
۸، پہلا منزلہ ہندوستان بلڈنگ
۱۰/۲، ٹی پی اسٹریٹ، ممبئی۔ ۴

مسلمانوں نے اپنے دور ترقی وعروج میں نہ صرف نوشت وخواند کا رجحان پیدا کیا، علم کی دولت کو عام کیا بلکہ طرح طرح کے علوم و فنون کو ایجاد بھی کیا۔ درس وتدریس کے علاوہ تصنیف وتالیف کے ذریعے ان کو دور دور تک پھیلایا اور آنے والی نسلوں تک ان کی ترسیل کا بھی نظم کیا اور کتب خانے قائم کر کے ان کے تحفظ کا بھی اہتمام کیا۔ مغربی دنیا کی ترقی اور اس کے پروپگنڈے کے سامنے بالخصوص دور حاضر میں مسلمانوں کے احساس کمتری اور اپنے ماضی سے بے خبری کے پیش نظر سطور بالا میں درج باتیں مبالغہ اور ڈینگ محض معلوم ہوتی ہیں لیکن زیر تبصرہ کتاب حقائق کو بہت ٹھوس انداز میں حوالوں کے ساتھ پیش کرتی ہے۔ کتاب دراصل مولانا عبدالسلام ندوی کے چھ مقالات کا مجموعہ ہے جو مولانا نے ۱۹۰۹ء اور ۱۹۳۲ء کے دوران الندوہ اور معارف میں اپنی تحقیق وجستجو کی فطرت کے تحت سپرد قلم کئے تھے۔ کتب خانوں کی تاریخ و تفصیل جاننا اور بیان کرنا دبستان شبلی کے بیشتر اہل قلم کی خصوصی دلچسپی کا موضوع رہا ہے اور مولانا عبدالسلام ندوی علامہ شبلی کے شاگرد ہونے کے علاوہ علامہ سید سلیمان ندوی اور مولانا ابوالکلام آزاد کے رفیق کار بھی تھے۔ آپ طالب علمی کے زمانے سے ہی کتب خانوں کے علاوہ علم لغت اور مطالعے کے قیام میں مسلمانوں کی دلچسپی اور ایجادات سے متعلق تحقیقات کے بعد مضامین لکھا کرتے تھے۔ ایسے ہی چھ مقالات کا مجموعہ زیر تبصرہ کتاب ہے جس کی ابتداء میں شمیم طارق نے ۳۲ صفحات پر مشتمل ایک مبسوط ووقیع مقدمہ لکھا ہے اور کتب خانوں کی اہمیت، ان کی ابتداء قدیم ترین زمانوں میں کتب خانوں کا وجود، پڑھنے اور لکھنے کی ابتداء، تحریروں کے اولین نقوش، چھاپہ خانوں کی ابتداء، چھاپہ خانوں سے متعلق مختلف اشیاء کی ایجاد، چھاپہ خانوں کی مرحلہ بہ مرحلہ ترقی کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہوئے دنیا بھر میں پائے جانے والے کتب خانوں کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں۔ خود مولانا عبدالسلام ندوی کے جو مقالات شامل کتاب ہیں وہ علم فیلالوجی اور مسلمان۔ کیا مسلمانوں نے مطالعے ایجاد کرلئے تھے؟ احمد زکی بک اور قسطنطنیہ کے کتب خانے مشرقی کتب خانے، اندلس کے علمی آثار اور دارالتالیف کامل جیسے اہم عنوانات پر مشتمل ہیں۔ جیسا کہ جاننے والے جانتے ہیں مولانا کا ذوق بہت تحقیقی اور صاف ستھرا ہے، آپ کا ہر مقالہ اس ذوق کا غماز ہے۔ نہ صرف بہت سے حقائق سے پردے اٹھائے ہیں۔ بہت سے غلط تصورات اور غلط فہمیوں وغلط بیانیوں کا ازالہ بھی کیا ہے اور مغرب ویورپ کے دعووں سے مرعوب ہوئے بغیر ان کی حقیقت کو بھی علم وتحقیق کی روشنی میں ٹھوس دلائل کے ساتھ آشکارا کیا ہے۔ اپنے مخصوص انداز میں تحقیق وریسرچ سے گوہر موتی جمع کر کے نئی نسلوں کو بے علمی وبے خبری کو دور کرتے ہوئے ان کی مرعوبیت اور احساس کمتری کا ازالہ کرنے کا قابل قدر کام کیا ہے۔ اپنے ماضی کو جاننے اور ماضی کی روشنی میں مستقبل کو تابناک بنانے کا جذبہ رکھنے والے ہر شخص کیلئے اس کا مطالعہ امر لابدی ہے جو تحقیق وجستجو کے رسیا کو نئی مہمیز دیتی ہے۔

📖

نام کتاب : اسلامی شریعت سب کیلئے رحمت
مصنف : مفتی محبوب شریف نظامی
صفحات : ۹۶ ☆ قیمت: ۴۵ روپے
ناشر : رحمت ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی، محمود نگر، گلشن باغ، حیدرآباد۔ ۶۴

خالق عالم نے تقریباً ساڑھے چودہ سو برس قبل اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے شریعت اسلامیہ دنیا میں جاری وساری فرمائی جو سرتا سر حکمت، بافیض، پُراز رحمت، محکم احکام وتعلیمات کا مجموعہ ہے۔ اس کی تعلیمات ابدی ہیں اور ہر دور و ہر خطے میں پائے جانے والے انسانوں کے لئے رحمت ونسخہ شفا ہیں۔ اس کے احکام وتعلیمات ہر زمانے اور ہر دور کے تقاضوں اور ضروریات کی تکمیل کرتے اور نوع انسانی کی کامیابی وفلاح کا واحد یقینی ذریعہ ہیں۔ شرط ان پر ایمان وعقیدہ اور عمل ہے۔ ان احکام و تعلیمات کی حکمت اور عصری معنویت کی تفہیم وتشریح کے لئے ہر دور میں علمائے اسلام سرگرم رہے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب بھی اسی راہ کی ایک مختصر مگر اپنی حدود میں جامع کوشش ہے۔ جس کے مؤلف بزرگ عالم دین دکن کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ کے قدیم فاضل اور ایک معروف علمی خاندان کے چشم وچراغ ہیں اور ۳۱ سال تک اسلامیہ عربی کالج کرنول میں تدریس اور انتظام کے فرائض انجام دے چکے ہیں۔ متعدد دینی درسگاہیں آپ کے زیر انتظام چل رہی ہیں۔ کئی کتابیں تصنیف کرچکے ہیں۔ یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے جس میں شریعت اسلامیہ کے احکام و تعلیمات، طہارت، عبادت، معاشرت، معاملات، تعزیرات اور بعض تہذیبی خصوصیات کا موافق عقل وخرد اور مطابق فطرت ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ پہلا باب ایمانیات کے چار بنیادی ارکان وجود باری تعالیٰ، توحید، رسالت اور آخرت پر مشتمل ہے۔ وجود باری کی عقلی دلیل پیش کی گئی ہے پھر اللہ کے اکیلا واحد ہونے کے دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد پیغمبر اور کتاب کی ضرورت، انسانوں کی رہنمائی کے لئے انسان ہی کے موزوں ہونے، پیغمبروں کے اعلیٰ ترین انسان ہونے، رسول اللہ ﷺ کے رحمت للعالمین ہونے کیلئے دلائل پیش کرنے کے بعد حقیقی انصاف کیلئے آخرت کی ضرورت ذہن نشین کرائی گئی ہے۔ دوسرے باب میں وضوو غسل کے احکام، مادی اور اخلاقی فائدے اور حکمتیں بیان کرنے کے بعد تیسرے باب میں نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے احکام، فائدے، اہمیت اور حکمتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ چوتھے باب میں معاشرت، نکاح، طلاق، خلع اور فسخ نکاح کی ضرورت فوائد، حکمتیں، پانچویں باب میں معاملات، معاشی امور وصیت وراثت، شراب کی حرمت، لاٹری کی قباحت، غلامی کا مسئلہ، چھٹے باب میں تہذیبی خصوصیات، گوشت خوری، داڑھی، پردہ، میت کو دفنانا یا جلانا جیسے امور پر اور ساتویں باب میں جرائم پر حدود وتعزیرات اسلامی جیسے مسائل پر ٹھوس، جامع اور سیر حاصل گفتگو اختصار کے ساتھ کی گئی ہے۔ طلباء، اساتذہ، اہل علم ودانش اور عوام اپنی اپنی بساط کے مطابق مطالعہ کرکے فیض وہدایت حاصل کرسکتے ہیں۔

📖

نام کتاب : این جی اوز کیلئے حکومتی امدادی اسکیمیں
مرتب : سید عبیدالرحمٰن
صفحات : ۱۲۸ ☆ قیمت: ۸۰ روپے
ناشر : گلوبل میڈیا پبلی کیشن، جے۔۵۱، اے فرسٹ فلور، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۲۵

فلاح عامہ اور شہریوں کی تعمیر وترقی کے سلسلے میں حکومت ہند کی طرف سے راست طور پر نظم ونسق کے ساتھ ساتھ ایسی پالیسیاں بھی وضع کی گئی ہیں جن کی رو سے ملک وسماج کے ہر شعبے کی فلاح وبہبود کے لئے کوشاں غیر سرکاری اداروں اور تنظیموں کی نہ صرف اعانت ورہنمائی کی جاتی ہے بلکہ مالی امداد بھی فراہم کی جاتی ہے۔ باخبر ادارے اور تنظیمیں حکومت کی اس طرح کی پالیسیوں اور اسکیموں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنے کاز کی تکمیل میں حکومت سے تعاون بھی حاصل کرتے ہیں۔ بے خبر اداروں کا حال یہ ہے کہ جانبدارانہ اور بے رخی کا شکوہ اور شکایت، الزام تراشیوں میں ہی ان کا خاصہ وقت صرف ہوجاتا ہے۔ اس سلسلے میں ملی، رفاہی اداروں اور تنظیموں کی فہرست طویل ہے۔ حالانکہ باخبری اور استفادہ اہم ضرورت ہے۔ زیر نظر کتاب اسی ضرورت کے پیش نظر مرتب کی گئی ہے۔ اس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق پچاس سے زائد سرکاری اسکیموں اور پروگراموں کے مختصر تعارف کے ساتھ ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ یہ معلومات غیر سرکاری تنظیموں کے لئے انتہائی کارآمد ہیں۔ ہر اسکیم کو فوکس، اہم مقاصد، کام اور سرگرمیاں، استفادہ کرنے والے افراد، درخواست دینے کا استحقاق کسے حاصل ہے، گرانٹ کی مقدار اور درخواست کیسے دی جائے وغیرہ ذیلی سرخیوں کی مدد سے واضح کیا گیا ہے۔ زبان وبیان میں سادگی اور اختصار کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ ●●

اہم خبروں کا اختصار

ملکی

● نئی دہلی- سپریم کورٹ نے گجرات فسادات پر سخت رویہ اپناتے ہوئے نو معاملات کی دوبارہ شنوائی کا حکم دیا ہے۔ عدالت عظمیٰ نے فسادات پر سخت ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ریاست کی خصوصی عدالت میں ان کی سماعت ہوگی اور ضرورت پڑنے پر گواہوں کو تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

● نئی دہلی- سپریم کورٹ نے پیلی بھیت سے بی جے پی کے اُمیدوار ورون گاندھی کی پیرول کی مدت میں ۱۴؍مئی تک توسیع کردی ہے۔ خیال رہے کہ اترپردیش کی حکومت نے اشتعال انگیز تقریر کرنے کے الزام میں ورون گاندھی پر قومی سلامتی ایکٹ کے تحت معاملہ درج کیا ہے۔

● احمد آباد- سپریم کورٹ کی قائم کردہ ایس آئی ٹی نے گجرات کے دو سابق وزراء مایا کوڈانانی اور وشو ہندو پریشد کے جے دیپ پٹیل کے خلاف گجرات فساد کے سلسلے میں فرد جرم داخل کی ہے۔

● اگرتلہ- تری پورہ سرکار نے دنیا کے کئی حصوں میں سوائن فلو کا معاملہ سامنے آنے کے بعد ریاست میں خنزیر کا گوشت کھانے کے بارے میں خبردار کیا ہے۔

● نئی دہلی- ہندوستان اور پاکستان جنرل پرویز مشرف کے عہد میں ۲۰۰۷ء میں باہمی امور پر سمجھوتے کے قریب پہنچ گئے تھے لیکن پاکستان میں وکیلوں کی ہڑتال نے پیش رفت ٹھپ کردی۔

● نئی دہلی- سابق وزیر داخلہ بوٹا سنگھ کو راجستھان کے جالور کے سروہی پارلیمانی حلقے میں کانگریس پارٹی کے امیدوار کے خلاف انتخابی میدان میں اُترنے کی وجہ سے کانگریس پارٹی سے چھ برس کے لئے معطل کردیا گیا۔

● نئی دہلی- وزیر دفاع اے کے انٹونی نے سابق فوجی کے مساوی رینک یکساں پنشن کے مطالبے کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کے لئے وزارت نے دو اعلیٰ اختیاراتی کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔ اور پولنگ کا عمل ختم ہونے پر ریٹائرڈ فوجیوں کو ایک بڑا پیکج دینے کی تیاری کی جارہی ہے۔

● نئی دہلی- لوک سبھا میں اپوزیشن کے لیڈر ایل کے آڈوانی نے کہا کہ ۱۹۶۲ء کی ہند چین جنگ جیسی کسی شکست کو روکنے کے لئے ہندوستان کا ایٹم بم بنانا بے حد ضروری ہے۔ وہ ایک انتخابی ریلی کو خطاب کررہے تھے۔

● نئی دہلی- سی بی آئی نے ۲۰۰۶ء میں ہوئے ناندیڑ بم دھماکے کے معاملے میں کرنل پروہت سنگھ سے پوچھ گچھ کی۔ سی بی آئی نے اسے تفتیش کے لئے ریمانڈ پر لے رکھا ہے۔

● نئی دہلی- میکسکو جاپان شکاگو سمیت کچھ دیگر ممالک میں مہلک انفلوئنزا کے قہر کے بعد اب ہندوستان میں بھی میل کے ذریعہ ایک وائرس نے انڈین میڈیکل ریسرچ کونسل کی نیند اُڑادی ہے۔

● کوچین: مالک بن دینار نگر میں ست کرالہ جنو جن ساجم کے زیر اہتمام تین دن کی قومی اسلامی کانفرنس اس عہد کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی کہ آزاد ہندوستان میں مسلم قیادت کو اُبھارنے کے لئے ملک گیر سطح پر ایک تعلیمی تحریک شروع کی جائے گی۔

● سری نگر- جموں وکشمیر کی راجدھانی سری نگر میں کرفیو جیسی صورت حال کی وجہ سے عام زندگی مفلوج ہوکر رہ گئی ہے۔ شہر میں کل تین دنوں کے غیر علانیہ کرفیو ختم ہونے کے بعد عام زندگی معمول پر آگئی تھی۔ لیکن اب ایک بار پھر عام زندگی درہم برہم ہوگئی ہے۔

● کانگریس کو دہشت گردی کے خطرہ سے نمٹنے میں پوری طرح اہل بتاتے ہوئے سونیا گاندھی نے کہا کہ پارٹی کے حریف بے نقاب ہوگئے ہیں اور کوئی ایشو نہ ہونے کے باعث بے جا الزامات عائد کررہے ہیں۔

● مغربی اترپردیش کے میرٹھ کوتوالی علاقہ میں پولیس کی مستعدی سے فرقہ وارانہ تشدد کو بڑھنے سے بچالیا گیا۔ پولیس کے مطابق دو موٹر سائیکل سواروں کی ٹکر کے بعد دو فریقوں کے لئے سامنے آگئے تھے۔

بین الاقوامی

● غزہ- اسرائیلی جنگی طیاروں نے غزہ پٹی اور مصر کی سرحد پر واقع سرنگوں پر بم باری کی جس میں دو فلسطینی ہلاک ہوگئے غزہ پٹی سے فلسطینی مزاحمت پسندوں کے ہاتھوں اسرائیلی سرحد میں کئی سو تار بم داغنے کے بعد یہ کارروائی کی گئی۔

● سوات- تحریک نفاذ شریعت محمدی نے دارالقضاء کا قیام یکطرفہ قرار دے دیا ہے۔ خبروں کے مطابق تحریک نفاذ شریعت محمدی کے مرکزی دفتر امان درہ بٹ میلہ میں مولانا صوفی احمد کی سربراہی میں مالا کنڈ میں دارالقضاء کے قیام کے متعلق اجلاس ہوا۔

● اسلام آباد- دہشت گردی سے متاثر پاکستان میں سیکوریٹی کی تشویش ناک حالت کے پیش نظر فوجی سربراہ جنرل اشفاق پرویز کیانی سہ فریقی مذاکرات کے لئے صدر آصف علی زرداری کے ساتھ امریکہ نہیں جائیں گے۔

● یروشلم- امریکہ جہاں ایران کے ساتھ گفت وشنید کرنے کے موقف میں ہے وہیں اسرائیل کی فوجوں نے خفیہ طور پر جنگی مشق کی ہے۔ جس کی وضاحت ایران کے نیو کلیائی تنصیبات کو ہر قیمت پر ناکام کرنے کی تیاری کے طور پر کی جارہی ہے۔

● بغداد- عراقی شہر موصل میں عراقی فوج کی وردی میں ملبوس ایک شخص نے فوجی اڈہ پر دو امریکی فوجیوں کو ہلاک اور تین کو شدید زخمی کردیا۔

● کاٹھ مانڈو- نیپال کے فوجی سربراہ کمنگا کٹوال کو سرکاری حکم کی مبینہ طور پر خلاف ورزی کرنے کے باعث وزیر اعظم کمل دہل پرچنڈ کی جانب سے برطرفی کا اعلان کیا گیا۔ ان کے جنرل عہدہ چھوڑنے سے انکار کے بعد ماؤنواز سرکار اور فوج کے درمیان ٹکراؤ کے حالت پیدا ہوگئے ہیں۔

● اقوام متحدہ- اقوام متحدہ سلامتی کونسل کے تمام اراکین نے بین الاقوامی مالیاتی فنڈ سے سری لنکا کو ملنے والی ۱۰۹ ارب کی امدادی رقم کو نہ روکنے سے اتفاق کیا ہے۔

● سینیگال- سینیگال میں گزشتہ ماہ ہوئے بلدیاتی انتخاب میں شکست فاش کے بعد وزیر اعظم چارلس حاجی بوسومورے نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔

● کراکس- وینزویلاء کے صدر ہیوگوشاویز نے کہا ہے کہ امریکی صدر بارک اوباما کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ واقعی ان کے ملک سے تعلقات بہتر بنانا چاہتے ہیں خیال رہے کہ امریکہ کے سخت مخالف شاویز نے اوبامہ کے عہدہ سنبھالنے کے بعد امریکہ کے خلاف بولنا کم کردیا تھا۔

● کابل- افغانستان میں باغیوں کے حملے میں تین امریکی فوج سمیت مغربی ممالک کے پانچ شہری مارے گئے امریکی فوجی ترجمان کے مطابق باغیوں نے مشرقی سیکٹر میں چھوٹے ہتھیاروں سے حملہ کیا۔

● واشنگٹن- وزارت خارجہ نے ان خبروں کو بے بنیاد قرار دیا ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ امریکہ نے اسلام آباد حکومت کو اپنی سرزمین سے طالبان کو ختم کرنے کے لئے دو ہفتہ کی مہلت دی ہے۔

● نیویارک- مشرق وسطی میں انسانی امور کی نگرانی کرنے والے ادارے کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اقوام متحدہ نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اسرائیل مشرقی بیت المقدس میں ساٹھ ہزار فلسطینیوں کے مکانات کو منہدم کرنے کی منصوبہ بندی کررہا ہے۔

● پشاور- پاکستان کے قبائلی علاقے مہمند ایجنسی میں مقامی طالبان نے سیکوریٹی فورسز نے ایک چیک پوسٹ پر حملہ کیا جس کے نتیجہ میں دو سیکوریٹی اہل کار ہلاک ہوگئے۔ جب کہ دو لاپتہ ہیں۔

● واشنگٹن- کمپیوٹر سافٹ ویئر کی سب سے بڑی کمپنی مائیکرو سافٹ آئندہ ہفتے ونڈوز کے نئے ورزن کی نمائش کرے گی نیا سافٹ ویئر ونڈوز سیون ونڈوز وسٹا کے بعد کا ورزن ہے کمپنی کا کہنا ہے کہ اس بار وہ سب کچھ نہیں ہوگا جو ونڈوز وسٹا کے اجراء کے موقع پر ہوا تھا۔

● اسلام آباد- پاکستانی افواج کے ترجمان میجر جنرل اطہر عباس نے کہا ہے کہ جب تک سوات امن معاہدے پر ہونے والے مذاکرات کا کوئی نتیجہ نہیں نکل آتا اس وقت تک وہاں آپریشن نہیں کیا جائے گا۔

اسلامی اکیڈمی نئی دہلی: تعارف، کورسز اور داخلہ

ذہین اور مخلص نوجوان متوجہ ہوں

اسلامی اکیڈمی نئی دہلی ایک منفرد تعلیمی وتحقیقی ادارہ ہے۔ چار سال پہلے یہ ادارہ جن مقاصد کے لئے قائم کیا گیا ان میں سے تین مقاصد خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ اوّل ایسا اسلامی لٹریچر تیار کرنا جس میں مغربی افکار ونظریات کے ساتھ ساتھ ہندوستانی مذاہب اور روایات، تاریخ اور موجودہ حالات کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہو۔ دوم: چونکہ مطلوبہ اسلامی لٹریچر کی تیاری کے لئے ذہین اور باصلاحیت اہل فکر وتحقیق کا ایک گروپ درکار ہے۔ اس لئے اکیڈمی کو اس گروپ کی تیاری کا نظام کرنا ہے۔ سوم: برادران وطن کو اسلام سے متعارف کرنے کے لئے ذی علم اور مخلص کارکنان کی ایک پوری ٹیم مطلوب ہے۔ اکیڈمی کو ان داعیین کی بھی تعلیم وتربیت کا نظم کرنا ہے۔ الحمد اللہ اکیڈمی تینوں کام انجام دے رہی ہے۔ تفصیلات ملاحظہ ہوں:

مطلوبہ اسلامی لٹریچر:

گزشتہ صدی میں جو اسلامی لٹریچر برصغیر ہند میں وجود میں آیا اس نے اسلامی آئیڈیالوجی کی انتہائی جامع اور معقول تشکیل کی، اور اسلامی نظام کو ہر جہت سے ایک کامل نظام زندگی کی حیثیت سے پیش کیا۔ یہ عظیم لٹریچر اب دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوکر مسلم نوجوانوں کی زندگی میں انقلاب لارہا ہے اور احیاء اسلام کے امکانات روشن کررہا ہے۔ لیکن اس لٹریچر کی تشکیل میں زیادہ تر مغربی افکار ونظریات، اقدار نظام کا نوٹس لیا گیا۔ ہندوستان کی تاریخ وتہذیب، مذاہب اور روایات اور ہندوستانی سماج کو گوناگوں مسائل سے تعرض کم ہی کیا گیا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ ان امور سے متعلق بنیادی سوالات بھی اٹھائے جائیں اور ان کا حل پیش کیا جائے۔ یقیناً ہندوستان جیسے بڑے ملک میں بھی اللہ کے رسول اور نبی آئے ہوں گے اور خدا اور آخرت اور دین ونبوت کے بارے میں وہی تصور پیش کیا ہوگا جو قرآن مجید میں پیش کیا گیا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان تصورات میں تبدیلی کیوں کر آئی، توحید کی جگہ شرک نے کیسے لے لی۔ آخرت کے اسلامی تصور کی جگہ آواگون کا تصور کیوں کر وجود میں آیا۔ نبوت کا اسلامی تصور کس طرح غائب ہوا اور اس کی جگہ سنتوں اور اوتاروں نے کیسے لے لی؟ یہ اور اسی طرح کے مختلف سوالات اٹھتے ہیں جن پر تحقیقی لٹریچر کی ضرورت ہے۔ ہندوستان میں دین کا کام کرنے کے لئے ان سوالات کا اطمینان بخش جواب دینا ضروری ہے۔ گزشتہ ڈیڑھ سو سالوں میں ہندوازم کی اصلاح وتجدید کے لئے تحریکیں اٹھتی رہی ہیں۔ سیکولر اور مذہب مخالف تنظیمیں بھی کام کرتی رہی ہیں۔ ملکی اور عالمی سطح پر عیسائیت کی تبلیغ واشاعت کی کوششیں چلتی رہی ہیں۔ جدیدیت اور مابعد جدیدیت کے افکار ونظریات کی اشاعت بھی ہوتی رہی ہے۔ ان تمام تحریکوں کے لٹریچر کا مطالعہ، ان کی تنقیدوں کا جواب اور ان کے اٹھائے گئے سوالات کا حل پیش کرنا بھی اسلام کا کام کرنے والوں کے لئے ضروری ہے۔ یہ ضرورت گزشتہ صدی کی تیار کردہ اسلامی لٹریچر سے پوری نہیں ہوتی، اس کے لئے نئی تحقیقی کاوش اور نیا لٹریچر مطلوب ہے۔ بیسویں صدی کے اواخر سے مسلم امت کو بعض ہندو فرقہ پرست تنظیموں سے، اور بعض ریاستوں میں اشتراکیوں سے اور جارحانہ سیکولرزم کے علمبرداروں سے مختلف چیلنجز کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ امر بھی تفصیلی مطالعہ اور غور وفکر کا طالب ہے۔ ضروری ہے کہ ان سارے امور پر بھرپور تحقیقی کام ہو اور اچھی بلند پایہ کتابیں مرتب کی جائیں اور شائع ہوں۔

اہل فکر وتحقیق کا گروپ

مطلوبہ لٹریچر کی تیاری کسی ایک فرد یا چند افراد کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس کے لئے اہل فکر وتحقیق کا ایک بڑا گروپ درکار ہے جو نہ صرف دینی علوم میں گہری نظر رکھتا ہو۔ ہندوستانی تہذیب وروایات، مذاہب وافکار سے بخوبی واقف ہو، عصری اور جدید نظریات و تحریکات سے آگاہ ہو، ان سے اٹھنے والے سوالات کا اسلامی جواب پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، اور اپنی انتھک کوششوں سے مطلوبہ لٹریچر تیار کرکے ملک وملت کے سامنے پیش کرے۔

اہل دعوت کی ٹیم

ہندوستان میں اسلام کا کام کرنے کے لئے نہ صرف ایک نئے لٹریچر اور اس کی تیاری کے لئے اہل فکر وتحقیق کا ایک بڑا گروپ درکار ہے، ذی صلاحیت اور فعال اہل دعوت کی ایک ٹیم بھی مطلوب ہے جو ملک کے عوام وخواص میں اسلام کا تعارف اچھے اور موثر انداز میں پیش کرے، اس کے خلاف جو غلط فہمیاں ماضی میں اٹھائی جاتی رہی ہیں یا اب اٹھائی جارہی ہیں ان کا ازالہ کرے، مذہب اور اخلاق، خاندان اور سماج سے متعلق اسلامی تعلیمات سے عوام کو روشناس کرائے، ان پر غور وفکر کی دعوت دے اور انہیں اختیار کرنے پر آمادہ کرے۔ یہ کام صرف چند جز وقتی داعیوں کے ہاتھوں انجام نہیں پائے گا۔ اس کے لئے فارغ اہل دعوت کا ایک بڑا گروہ درکار ہے جو اپنا سارا وقت، ساری قوت اور تمام سرگرمیاں اسی کام کے لئے وقف کردے، اور صرف اور صرف اللہ رب العزت کی خوشنودی کے لئے اس کار عظیم کو انجام دینے کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔

نصاب تعلیم

اکیڈمی نے اہل فکر وتحقیق اور اہل دعوت وتبلیغ دونوں کی تیاری کے لئے تعلیم کا نظم کیا ہے۔ اہل فکر وتحقیق کے لئے جو نصاب مرتب کیا ہے اس کا ایک جز عربی زبان وادب، قرآن وحدیث، فقہ اور اصول، کلام اور تاریخ اسلامی پر مشتمل ہے۔ اکیڈمی ان تمام ہی مضامین کی تعلیم کا نظم کرتی ہے۔ کوشش کرتی ہے طالب علم میں عربی کتابوں کو پڑھنے اور سمجھنے کی اچھی صلاحیت پیدا ہوجائے۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول فقہ ہر علم میں کم سے کم ایک کتاب ان کو اچھی طرح پڑھادی جائے۔ وہ ان علوم کی تاریخ سے واقف ہوجائیں۔ ان پر جو لٹریچر موجودہ دور میں تیار ہوا ہے اس سے آگاہ ہوجائیں اور اس سے استفادہ کرنے لگیں۔

اہل فکر وتحقیق کے نصاب کا دوسرا جز سماجی علم مثلاً سیاسیات، معاشیات، عمرانیات (Sociology)، تاریخ، جرنلزم، قانون اور فلسفہ اور تقابل ادیان (Comparative Religion) میں سے کسی ایک علم پر مشتمل ہوتا ہے۔ جس کا انتخاب طالب علم خود کرتا ہے۔ اکیڈمی ان مضامین میں سے صرف تقابل ادیان پر لکچرس کا نظم کرتی ہے۔ باقی مضامین میں سے اپنے منتخب کردہ مضمون کا مطالعہ طلبہ اپنے طور پر کرتے ہیں۔ اس کورس میں داخلہ صرف عصری یونیورسٹی کے ان گریجویٹس کو دیا جاتا ہے جن کا تعلیمی ریکارڈ اچھا ہو، جو اچھی ذہنی صلاحیتوں کے حامل ہوں، اور دین کی فکری اور علمی خدمت کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دے چکے ہوں۔ اہل فکر وتحقیق کا مکثف (intensive) کورس دوسالہ تعلیم ومطالعہ پر مشتمل ہے۔ طالب علم کو اس کے لئے اپنے وقت کا ہر لحہ اور اپنی قوت کا ہر ہر قطرہ لگانا ہوتا ہے۔ طلبہ سے توقع کی جاتی ہے کہ اکیڈمی کا کورس مکمل کرنے کے بعد اپنے انتخاب کردہ مضمون میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کریں گے اور کسی علمی درسگاہ یا انسٹی ٹیوٹ سے وابستہ ہوکر مطلوبہ اسلامی لٹریچر کی تشکیل کا کام انجام دیں گے۔ اکیڈمی فارغ طلبہ سے مسلسل ربط رکھے گی۔ اہل دعوت کے کورس میں عصری درسگاہوں کے گریجویٹس اور دینی درسگاہوں کے فاضل طلبہ دونوں ہی داخلہ لے سکتے ہیں۔ عصری گریجویٹس کا کورس دوسال کا ہوگا۔ اس میں عربی زبان وادب، قرآن وحدیث، فقہ، اور تاریخ اسلامی کا نصاب نسبتاً مختصر ہوگا۔ اس کے علاوہ ان کے نصاب میں تقابل ادیان، اسلام کی اساسیات، طریقہ دعوت ہندوستان میں دعوت اسلامی کے مسائل جیسے مضامین شامل ہوں گے۔ عربی درسگاہوں کے فاضلین کو عربی زبان وادب، قرآن وحدیث، فقہ وکلام کی جگہ انگریزی زبان اور سنسکرت کے کورسز کرنے ہوتے ہیں۔ اکیڈمی دونوں قسم کے داعی طلباء کی تعلیم کا نظم کرتی ہے اور تعلیم کی تکمیل کے بعد انہیں دعوت کے میدان میں سرگرم دکھنا چاہتی ہے۔

داخلہ: اہل فکر وتحقیق اور اہل دعوت دونوں کے کورسز میں داخلہ کے خواہشمند طلبا اکیڈمی سے فارم داخلہ حاصل کریں۔ اسے بھر کر ضروری اسناد کی کاپیاں منسلک کرکے ۱۰؍جون ۲۰۰۹ء تک اکیڈمی کے دفتر کو ارسال کریں۔ داخلہ ان ہی طلبہ کو دیا جائے گا جو ذہین، ذی صلاحیت، محنتی اور اپنے مشن میں یکسو ہوں، نیک اور متقی ہوں، خدمت دین کا قوی جذبہ رکھتے ہوں ایثار وقربانی کرنے اور سادہ اسلامی زندگی گزارنے کے لئے تیار ہوں۔ داخلہ کی درخواستوں کے مطالعہ کے بعد جن طلبہ کو ٹسٹ اور انٹرویو کے لئے بلایا جائے گا ان کی آمد ورفت کے لئے ٹرین کے سکنڈ کلاس کا کرایہ دیا جائے گا اور جن طلبہ کو داخلہ ملے گا ان کے قیام کا نظم کیا جائے گا اور طعام اور دوسرے ضروری مصارف کے لئے ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا۔ انٹرویو کی تاریخ کی اطلاع فون سے کردی جائے گی۔ داخلہ فی الحال طلبہ تک محدود ہوگا۔ طالبات کو ضروری سہولتیں فراہم ہوجانے کا انتظار کرنا ہوگا۔ نئے تعلیمی سال کا آغاز ۱۵؍جولائی ۲۰۰۹ء سے ہوگا۔

اکیڈمی لائبریری

اکیڈمی کی لائبریری میں عربی زبان ادب، تفسیر وحدیث، فقہ اصول فقہ، تاریخ اسلامی، تقابل ادیان، یہودیت اور نصرانیت، ہندو بدھ اور سکھ مت کے مطالعہ کے لئے اچھا لٹریچر موجود ہے ریفرنس کی مختلف کتابیں انسائیکلوپیڈیا اور ڈکشنریاں بھی ہیں۔ اسلامی اکیڈمی کے لئے باعث مسرت ہے کہ پروفیسر محمد عبدالحق انصاری نے مئی ۲۰۰۷ء سے بحیثیت ڈائریکٹر اکیڈمی کے نظم ونسق اور تعلیمی پروگرام کی ذمہ داری سنبھال لی ہے۔

خط وکتابت کا پتہ
سکریٹری، اسلامی اکیڈمی
D-320، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو
اوکھلا، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵
فون نمبر 011-65482979

افریقہ مستقبل کی خطرناک جنگ کا میدان

رؤف عامر

عالمی ماہرین کی مستند رائے ہے کہ مستقبل میں وہ ریاست عالمی قیادت کا تاج پہنے گی جس کی پاس توانائی کے وافر ذخائر ہوں گے شائد اسی نقطے کی آڑ میں دور حاضر کی تمام بڑی طاقتیں تیل کی دولت سے سرشار علاقوں پر نظریں گاڑ کر وہاں اپنا اثر ونفوذ بڑھانے کی متمنی ہیں۔ وسطی ایشیا کے بعد تیل وگیس کے لشکارے مارنے والے سمندر براعظم افریقہ کی زمینوں تلے بہہ رہے ہیں۔ افریقہ کو آج کل تیسری دنیا کے نام سے پکارا جاتا ہے جہاں توانائی کے نہ ختم ہونے والے وسیع ذخائر تو موجود ہیں مگر تیل نکالنے کے لئے وسائل اور بیرونی سرمایہ کاری کی قلت ہے۔ چین نے مستقبل کی منصوبہ بندی کے تناظر میں چپکے سے وہاں قدم رکھا وسائل کی بہتات کو خوب استعمال کیا اور اپنے قدم مضبوطی سے جمالئے۔ افریقہ میں چین کی موجودگی وبالا دستی امریکہ، یورپی یونین اور مغرب کے لئے تشویش ناک ہے۔ عالمی۔ تجزیہ نگار افریقہ میں ہونے والی خانہ جنگی اور وہاں کے غیر متوازن حالات کو توانائی کے حصول کے لئے امریکہ اور چین کی سرد جنگ کا کرشمہ قرار دیتے ہیں مگر دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکہ برطانیہ اور جاپان نے بھی افریقہ میں سرمایہ کاری کے لئے خوب دولت صرف کی۔

یوں ایک نپی تلی رائے تو یہ ہے کہ دنیا کی خطرناک ترین جنگ کا میدان افریقہ میں تیار ہورہا ہے۔ چین کو افریقہ میں مغرب پر اس لئے بھی فوقیت حاصل ہے کہ افریقہ میں مسلمان اکثریت میں ہیں جن کی ساری ہمدردیاں اینٹی امریکن نظریات کی وجہ سے چین کے ساتھ ہیں۔ پچھلی دو دہائیوں سے چین کی اقتصادی ترقی نو فیصد سالانہ کے حساب سے بڑھ رہی ہے جس کے لئے چین توانائی کے زیادہ سے زیادہ ذخائر کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اگر چہ چین تو صنعت کو کوئلے اور گیس سے ایندھن مہیا کررہا ہے مگر بین الاقوامی فضائی آلودگی نے اسے دوبارہ تیل کی طرف راغب ہونے پر مجبور کردیا۔ چین امریکہ کے بعد دنیا میں زیادہ توانائی خرچ کرنے والا ملک ہے جب کہ بیجنگ ایشیا میں سب سے زیادہ تیل استعمال کرنے والا ملک ہے۔ چین ۲۰۰۶ء تک ۳۰۵ ملین بیرل تیل روزانہ استعمال کررہا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ یہ شرح ۲۰۳۰ء تک ۱۳۰۱ ملین بیرل روزانہ تک پہنچ جائے گی جو روئے ارض پر سب سے زیادہ کا اعزاز بھی پالے گی۔ چین اپنی ضروریات کا نصف تیل مشرق وسطی جب کہ بقیہ کے لئے اسے لاطینی امریکہ اور افریقہ سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ تیل کی صنعت سے وابستہ ماہرین کے مطابق مشرق وسطی میں دنیا کے تیل کا ۶۲ فیصد جب کہ افریقہ میں نو فیصد پایا جاتا ہے مگر تیل تلاش کرنے والے عالمی فرمز ان اعداد وشمار کو نہیں مانتے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ سب سے زیادہ تیل افریقہ کی دھرتی نے اپنی کوکھ میں چھپا رکھا ہے چونکہ افریقہ میں پوری تندہی سے تیل نکالنے کی کوشش نہیں کی گئی، اسی لئے دنیا یہاں کے ذخائر کی اصل قوت سے بیگانہ ہے بیجنگ اپنی ضرورت کا ایک تہائی تیل افریقہ سے خرید رہا ہے جب کہ ۲۰۰۶ء تک واشنگٹن ۳۳ فیصد آئل افریقہ سے حاصل کرتا رہا ہے تیل کی دولت سے مالا مال افریقی ملکوں میں انگولہ جمہوریہ کانگو سوڈان گھانا شامل ہیں۔ چین افریقہ سے خریدے گئے تیل کا ۸۵ فیصد انہی ملکوں سے حاصل کرتا ہے۔ چین نے افریقن ملکوں کے ساتھ تجارتی پارٹنر شپ قائم کررکھی ہے جو امریکہ ویوروپی یونین کے لئے ناقابل برداشت ہے مگر وہ کچھ کرنے کے قابل نہیں۔

افریقہ میں ۲۰۰۲ء تا ۲۰۰۷ء تک چینی سرمایہ کاری دوگنا ہوچکی ہے۔ ۲۰۰۲ء میں چینی سرمایہ کاری ۱۸۰۵ بلین ڈالر سالانہ تھی جو ۲۰۰۷ء تک ۳۷ بلین ڈالر سالانہ کا ہندسہ کراس کرچکی ہے سیاسی تجزیہ نگاروں نے افریقہ کو سونے کی مرغی کا لقب دے کر پیشین گوئی کی ہے کہ امریکہ اور چین میں سے جو ملک سونے کی اس مرغی کو اپنی مٹھی میں بند کرلے گا، عالمی قیادت کا بار گراں بھی وہی اٹھائے گا۔ چین افریقہ کی معاشی بدحالی کے تناظر میں وہاں کی سرکاری صنعتوں کو منہ مانگے داموں کے عوض خرید رہا ہے۔ چین نے افریقہ کے ساتھ باہمی تجارت کو یقینی بنادیا۔ چینی سرمایہ کار اور تاجر تیل کے بدلے افریقہ سے لکڑی کا پر اور ہیرے خرید رہے ہیں۔ چین نے افریقی ملکوں میں ٹیکسٹائل انڈسٹری لگائی جہاں مزدوروں کو زیادہ سے زیادہ مراعات دی جارہی ہیں۔ چین افریقی ریاستوں کے ساتھ برادرانہ اطوار سے معاہدے کرتا ہے۔ جب کہ امریکہ نے ہمیشہ بندوق کی نوک پر معاہدے کئے۔ ۲۰۰۷ء میں انگولہ نے چین کو چار لاکھ ۶۵ ہزار بیرل تیل روزانہ دینے کا معاہدہ کیا تھا۔ حالانکہ انگولہ وائٹ ہاؤس کا دودھ پیتا بغل بچہ شمار ہوتا تھا۔ ۲۰۰۴ء میں بیجنگ کے ارباب نے اپنی کمپنیوں کو دو بلین ڈالر کا قرضہ دیا تاکہ وہ افریقہ میں سڑکیں ہسپتال اور تعلیمی ادارے تعمیر کرسکیں۔ چین نے امریکہ کے ایک اور اتحادی نائجیریا کے ساتھ تیل کے شعبے میں دو بلین ڈالر کی سرمایہ کاری کا معاہدہ کرکے سپر پاور کو دہلا کر رکھ دیا۔ ۲۰۰۷ء کے ایک سروے کے مطابق افریقہ میں چینی دولت کے استعمال سے ۵ء۷ فیصد کے حساب سے ترقی ہورہی ہے جو افریقن تاریخ میں ریکارڈ ساز بن چکی ہے۔ مغربی ماہرین اوبامہ کے انتخاب کو افریقہ میں چین کے بڑھتے ہوئے قدموں کو پا بہ زنجیر کرنے کی ایک کڑی کہتے ہیں۔ واشنگٹن ٹائمز کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ چین افریقہ کے سارے قدرتی ری سورسز کو اپنے تصرف میں لانے کی حکمت عملی پر عمل پیرا ہے۔ ۲۰۰۸ء میں چین کی غیر ملکی سرمایہ کاری کا ہدف ۱۰۶ء۸ تھا جس میں سے ۵۸ بلین ڈالر کا حصہ افریقہ کے لئے مختص کیا گیا اور اس خطیر رقم میں سے ۵۰ بلین ڈالر صرف تیل کی صنعت سے وابستہ تھے۔

سوڈان خطے میں امریکہ مخالف اور چینی اتحاد ہے۔ شاید اسی وجہ سے امریکہ نے سوڈانی صدر کے عالمی عدالت انصاف سے وارنٹ گرفتاری جاری کروائے مگر چینی حمایت کی وجہ سے عمر البشیر کا بال بھی بیکا نہ کیا جاسکا۔ امریکہ نے سوڈان پر اقتصادی پابندیاں لگوانے کی کوشش کی جسے چین نے ویٹو کردیا۔ چین چاہتا ہے کہ افریقہ میں استحکام لایا جائے تاکہ اسے یورپ کی طرز پر جدید وترقی یافتہ براعظم بنایا جاسکے مگر یہ عمل امریکہ کے لئے ناقابل قبول ہے کیونکہ اگر افریقہ میں خانہ جنگی ختم ہوگئی تو وائٹ ہاؤس کے پاس افریقہ میں مداخلت کا چانس ختم ہوجائے گا۔ کینیا تنزانیہ پر حملوں کا امریکی مقصد ہی وہاں اپنا کنٹرول قائم کرنا تھا۔ افریقن لوگ اپنی خوشحالی کو چین کے ساتھ مشروط کرچکے ہیں، امریکہ کی صنعت کا نوے فیصد یہودیوں کی ملکیت ہے۔ تیل کے صیہونی اور اسلحے کے یہودی تاجر کسی بھی صورت میں افریقہ کے عدم استحکام انتشار کو فلاح وبہبود اور معاشی خوشحالی کے قبرستان میں دفنانے کی فلم دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتے کیونکہ اگر وہاں امن وسکون نے قیام کرلیا تو پھر یہودیوں کی صنعتی انڈسٹری زمین بوس ہوجائے گی۔

تیل کی دولت سے سرسبز وشاداب افریقی خطے میں ہر طرف چین کا ڈنکا بج رہا ہے جو امریکہ سے زیادہ صہیونی ساہوکاروں کو بیقرار و بے کل کئے ہوئے ہے۔ یوں ہوسکتا ہے کہ مستقبل کی ایک اور ہیبت ناک جنگ کا میدان افریقہ کی سرزمین پر سج جائے مگر ایک سچ تو یہ ہے کہ امریکہ کو افغانستان اور عراق کی طرح عبرت سوز شکست ہوگی کیونکہ یہاں سامراج کا مقابلہ نہتے افغانیوں کی بجائے ایک اور سپر پاور سے ہوگا جو چین ہے جسے دنیا کے کسی شعبے میں پسپا کرنا اب امریکہ کے بس کی بات نہیں۔ ●●

لوک سبھا انتخابات کا چوتھا مرحلہ

کل سیٹیں	:	۸۵
انتخاب کی تاریخ	:	۷؍مئی
کل ریاست	:	۸
راجستھان	:	۲۵
اُترپردیش	:	۱۸
مغربی بنگال	:	۱۷
ہریانہ	:	۱۰
دہلی	:	۷
مہاراشٹر	:	۴
بہار	:	۳
جموں وکشمیر	:	۱

اہم چہرے جو میدان میں ہیں

راج ناتھ سنگھ	(غازیہ آباد)
لالو پرساد یادو	(پاٹلی پتر)
ملائم سنگھ	(مین پوری)
شتروگھن سنہا	(پٹنہ صاحب)
کلیان سنگھ	(ایٹہ)
سلمان خورشید	(فرخ آباد)
راج ببر	(فتح پور سیکری)
اجیت سنگھ	(باغپت)
کپل سبل	(چاندنی چوک)
سندیپ دیکشت	(مشرقی دہلی)
شیکھر سمن	(پٹنہ صاحب)
مینکا گاندھی	(آنولا)

پوتر قرآن سگم ہندی انواد، نئے انداز میں

(۱) سائز 20X30/8 صفحات 864 مجلد عمدہ کاغذ، معیاری طباعت
"پوتر قرآن" (سگم ہندی انواد، مع عربی متن) ترجمہ مولانا محمد فاروق خاں وڈاکٹر محمد احمد
اس ایڈیشن کو نظر ثانی واصلاحات کے بعد نئی کمپوزنگ، صاف اور واضح عربی متن اور اسی صفحے پر ہندی ترجمہ آیات نمبر کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

(۲) سائز 23X36/16 صفحات 752 مجلد عمدہ کاغذ، معیاری طباعت
"ہولی قرآن" (انگریزی ترجمہ مع عربی متن) Holy Quran (with Arabic Text)
مترجم: عبداللہ یوسف علی Abdullah Yusuf Ali
انگریزی ترجمہ قرآن مع عربی متن سورتوں کے تعارف کے ساتھ نہایت عمدہ کاغذ خوبصورت جلد۔

اسلامی لٹریچر، دینی، اصلاحی، دعوتی وتاریخی کتب کے علاوہ قرآن مجید کے تراجم کے لیے رابطہ قائم کریں۔ ہماری فہرست کتب مفت طلب کریں۔

مدھر سندیش سنگم
E-20، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ 110025
فون نمبر 011-26953327, 09212567559
ای میل: madhursandeshsangam@yahoo.co.in

انسانی زندگی میں اخلاق کی اہمیت

طلعت پروین زیبا، مظفر پور

انسانی زندگی میں حسن اخلاق کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے تو یہ سمجھنا ہوگا کہ اخلاق کسے کہتے ہیں۔ جس اخلاق سے ہم عام مسلمان واقف ہیں وہ یہ ہے کہ کوئی جب آپ کے گھر آئے یا آپ کسی سے ملیں تو خندہ پیشانی سے ملیں۔ حال چال دریافت کریں۔ چائے اور ناشتے سے ضیافت کریں۔ عام مسلمانوں کی نظر میں اخلاق کی تعریف یہی ہے۔ جب کہ ایسا نہیں ہے لفظ ''اخلاق'' بہت ہی وسیع تر مفہوم کا حامل ہے۔ لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملنا اخلاق کی ایک قسم ہے لیکن کل کا کل اخلاق نہیں ہے۔

دراصل اخلاق انسانی زندگی کا کچھ حصہ نہیں ہوتا بلکہ فطری طور پر وہ انسان کی پوری زندگی پر حاوی ہے۔ انسانی زندگی میں اخلاق کا نمایاں اظہار حقوق کی ادائیگی کی صورت میں ہوتا ہے۔ اخلاقی نقطۂ نظر سے انسان پر سب سے پہلا اور سب سے بڑا حق اس کے خالق و مالک، خدا کا ہے۔ خدا کے حقوق کی ادائیگی میں اس کی عبادت، پرستش، اطاعت وغیرہ ساری ہی چیزیں شامل ہیں۔ خدا کے بعد خدا کے بندوں میں سب سے نمایاں حق والدین کا ہوتا ہے۔ کیونکہ والدین سے انسان کا تعلق نہایت قریبی اور گہرا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ پانچ مقامات پر احسان کے فوراً بعد والدین کے احسان یاد دلاتا ہے۔ پھر درجہ بدرجہ بھائی بہن شوہر وبیوی، رشتے دار، پڑوسی اور دوسرے لوگوں کے حقوق سامنے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) ''اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ والدین، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، پڑوسی، رشتے دار اجنبی، ہمسایہ پہلو کے ساتھی مسافر اور جو تمہارے زیر دست ہوں سب کے ساتھ نیک سلوک کرو بلاشبہ اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو مغرور اور ڈینگیں مارتا ہو۔''

(سورۃ النساء)

اس آیت میں والدین، اعزہ اور دوسروں کے ساتھ نیک سلوک کا حکم دیتے ہوئے خدا کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے اس میں اس بات کا اشارہ پایا جاتا ہے کہ جس طرح والدین، رشتہ داروں وغیرہ کے ساتھ نیک برتاؤ انسان کے لئے ایک اخلاقی اور فطری بات ہے ٹھیک اسی طرح خدا کی اطاعت وبندگی کا مطالبہ بھی ایک فطری مطالبہ ہے۔ جس کا اخلاق انسانی سے گہرا تعلق ہے۔ دونوں طرح کے حقوق کی ادائیگی میں ایک ہی بنیادی اخلاقی اصول کا کام کرتا ہے بلکہ بنیادی اخلاقی اصول زندگی کے تمام ہی شعبوں میں کام کرتا ہے۔ خواہ وہ معاشی ہوں یا سیاسی۔ انسان کی تکمیل حقیقت میں اپنے رب کی طرف بڑھنے ہی سے ہوتی ہے۔ خدا سے بے نیاز و بے گانہ ہوکر انسان پستی میں گر جاتا ہے اور کامیابی کے بلند مرتبے پر پہنچنے سے قاصر رہ جاتا ہے۔ اسلام نے اس کی پوری وضاحت کردی ہے کہ انسان اپنی تکمیل کے لئے دنیا کے آزمائشی دور میں کون سا طرز عمل اختیار کرے۔ اس سلسلے میں اسلام نے جو تعلیم دی ہے اس سے فرد ہی نہیں جماعت، قوم اور پوری انسانیت ترقی کی طرف بڑھ سکتی ہے۔

انسان حقیقت میں ایک اخلاقی وجود ہے اس کے اچھے یا برے ہونے کا اصل پیمانہ اخلاق ہی ہے۔ قرآن حکیم نے خیر وشر کا ایسا نظریہ پیش کیا ہے جس کی بلندیوں کا تصور بھی عام ذہن نہیں کرسکتا۔ قرآن نے خیر کو معروف کہا ہے یعنی اس کے نزدیک خیر وہ ہے جس سے انسان کی فطرت مانوس ہے۔ جو اس کی فطرت کے عین مطابق ہے جسے وہ پہچانتی ہے۔ شر کو قرآن ''منکر'' کہتا ہے۔ یعنی شر اس کے نزدیک وہ ہے جس سے انسان کی فطرت ابا کرتی ہے جو انسانی فطرت کے لئے اجنبی ہے جس کو وہ جانتی نہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ نیکی اور بدی کی اساس انسانی فطرت پر ہے۔ اس کے نزدیک نیکی یہ ہے کہ فطرت کے مطابق ٹھیک چلا جائے۔ اس کے نقطۂ نظر سے فطرت کے خلاف عمل کرنے کا نام بدی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اخلاق کوئی خارجی شئے نہیں بلکہ وہ فطرت انسانی کا صحیح اظہار ہے۔ دراصل نیکی اور گناہ ایک دوسرے کی ضد ہیں جس طرح روشنی اور تاریکی کا ایک جگہ جمع ہونا ممکن نہیں اس طرح نیکی (حسن اخلاق) اور گناہ کو ایک جگہ جمع نہیں کیا جاسکتا۔ جو شخص گناہ کی راہ اختیار کرتا ہے وہ سب سے پہلے خود اپنے ساتھ بے وفائی کا رویہ اختیار کرتا ہے۔ گناہ دراصل ایک خیانت ہے جو آدمی فطرت اور اپنے ضمیر کے ساتھ کرتا ہے۔ اس کے برعکس نیکی خود شناسی، روح کی بیداری اور عزت نفس کا دوسرا نام ہے۔'' حضرت نجاس بن سمعان کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا ''نیکی حسن اخلاق ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے سینہ میں کھٹک پیدا کرے اور تمہیں ناپسند ہو کہ لوگوں کو اس کی اطلاع ہو۔'' نیکی اور بدی کی جو تعریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہے اس سے بہتر اس کی اور کوئی تعریف نہیں ہوسکتی۔ معلوم ہوا کہ نیکی اپنی حقیقت کے لحاظ سے حسن اخلاق سے مختلف کوئی شئے نہیں ہے۔ حسن اخلاق ہی کا دوسرا نام نیکی ہے۔ اس کے برخلاف جس چیز پر آدمی کا دل مطمئن نہ ہو، جو دل میں چبھے، جسے وہ خود تو محبوب سمجھتا ہو لیکن یہ پسند نہ کرتا ہو کہ وہ دوسروں کے علم میں آئے وہی گناہ ہے۔

اسی طرح ایمان واخلاق میں گہرا ربط وتعلق پایا جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اہل ایمان میں ایمان کے لحاظ سے سب سے کامل شخص وہ ہے جو ان میں اخلاق کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے اور تم میں اچھا وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لئے اچھا ہو۔'' مومن کے اخلاق اور اس کی عملی زندگی میں درحقیقت اس کے ایمان ویقین کا ہی اظہار ہوتا ہے۔ آدمی کا ایمان ویقین اگر کامل ہوگا تو یقیناً اس کے اخلاق بھی سب سے اچھے ہوں گے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے حضرت ابوامامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ''جس شخص نے محبت کی اللہ کے لئے، دشمنی کی اللہ کے لئے، دیا اللہ کے لئے اور روکا (یعنی نہ دیا) اللہ کے لئے اس نے اپنے ایمان کو کامل کرلیا۔'' یعنی تکمیل ایمان یہ ہے کہ اہم اپنی ذاتی خواہشات، ذاتی نفع ونقصان اور نسلی وقومی مصیبتوں سے بلند ہوں۔ زندگی میں ہم جو بھی روش اختیار کریں اس میں اصلاً ہمارے پیش نظر خوشنودی رب ہی ہو۔ کامل حوالگی کے بغیر اللہ پر ایمان لانے کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے۔ کوئی شخص دعویٰ تو یہ کرتا ہے کہ وہ خدائے بزرگ وبرتر پر ایمان رکھتا ہے مگر معاملات زندگی میں وہ خدا کے احکام اور اس کی پسند ناپسند کو یکسر نظر انداز کئے چلا جاتا ہے۔ تو اس کے بارے میں یہ کہا جائے گا کہ وہ خدا پر ایمان ہی نہیں رکھتا، رکھتا ہے تو اس کا ایمان نہایت ناقص وکمزور ہے۔ مثال کے طور پر ایک بیج کتنی ہی عمدہ قسم کا کیوں نہ ہو اس سے پودا اور پھر درخت بننے کا عمل تبھی ہو پائے گا جب اسے زمین میں بویا جائے گا۔ اور اگر اسے زمین میں بونے کے باوجود پودا نہیں آیا یا ناقص اور کمزور پودا آیا تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جائے گا بیج میں کچھ خرابی تھی۔ یہی بات ایمان اور نیک عمل کے سلسلے میں بھی کام کرتی ہے۔ اگر ایمان دلوں میں داخل ہوا ہے تو نیک عمل ہوگا ہی اور اگر ایمان کے دعوے کے باوجود نیک عمل نہیں ہے اخلاق اچھا نہیں ہے تو کہا جائے گا کہ یا تو ایمان ابھی دلوں میں داخل نہیں ہوا اور داخل ہوا ہے تو بہت ہی کمزور درجے کا ہے۔ ایمان سے مقصود کسی خاص نظریہ وعقیدہ کا محض زبانی اقرار نہیں ہے بلکہ مطلوب ایمان یہ ہے کہ وہ زندگی کی ایک نمایاں خصوصیت کی شکل میں نمایاں ہو۔

حسن اخلاق کی اہمیت کا اندازہ ہم اس حدیث سے بخوبی لگا سکتے ہیں جس میں آیا ہے کہ ''مزینہ قبیلہ کے ایک شخص سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان کو جو کچھ عطا ہوا ہے اس میں سب سے بہتر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''حسن اخلاق'' پتہ چلا کہ حسن اخلاق اپنے ظاہر اور نتائج کے لحاظ سے خدا کی ایک بڑی عطا ہے۔ اخلاق میں جو قوت اور اثر ہے وہ کسی کرامت (Miracle) میں بھی نہیں ہے۔ اخلاق سے دشمنوں کے دل بھی مفتوح ہوجاتے ہیں۔ آنحضرتؐ کی دعوت کا بنیادی اصول حسن اخلاق پر ہی مبنی تھا۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ آپ پیدا ہوئے تو والد کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا، دنیوی مال واسباب سے بھی محروم تھے۔ انہوں نے کسی فوجی درسگاہ سے تربیت نہیں پائی۔ پھر بھی سخت ناموافق حالات کے بالمقابل اپنی افواج کو منظم کیا اور اخلاقی طاقت کے بل پر فتوحات کے جھنڈے گاڑے۔ اسی طرح اگر ہمیں امت وسط ہونے کا حق ادا کرنا ہے تو اپنی زندگی میں ان اخلاقی اقدار کو خاص مقام دینا ہوگا جو اللہ اور اس کے رسول کو مطلوب ہیں۔ ایک داعی کی زندگی میں حسن اخلاق ہی ایک واحد راستہ ہے۔ جس کے ذریعہ وہ لوگوں کے دلوں تک رسائی حاصل کرسکتا ہے اور دلوں کو جیتنے کا سبب بن سکتا ہے۔

••

اوباما کے ۱۰۰ دن اور امریکہ میں تبدیلی، ایک جائزہ

گزشتہ نومبر میں بارک اوباما اس وعدے پر امریکہ کے ۴۴ ویں صدر منتخب ہوئے تھے کہ ان کا عہد صدارت بش انتظامیہ کے آٹھ برسوں کے مقابلے میں مختلف ہوگا۔ جس لمحے بارک اوباما امریکہ کے صدر منتخب ہوئے وہ لمحہ امریکہ میں تبدیلی کا پیغام لایا۔ تبدیلی کی اس شدید خواہش کا اظہار صدر بارک اوباما کی صدارت کی افتتاحی تقریب کے موقع پر بھی ہوا جب پہلے افریقی امریکی صدر کو اقتدار کی منتقلی کا جشن منانے کے لئے دس لاکھ امریکی واشنگٹن میں جمع ہوئے۔

پہلے سو دنوں میں بعض ڈرامائی تبدیلیاں آئی ہیں۔ مسٹر اوباما کے معیشت میں جان ڈالنے کے منصوبے یعنی ان کے زبردست Stimulus plan کا مقصد امریکہ کی کمزور معیشت کو بحال کرنا ہے جو ان کے لئے سب سے بڑا چیلنج ہے۔

صدر نے گوانتاناموبے کیوبا کے قید خانے کو بند کرنے کی کارروائی کا آغاز کردیا ہے اور عراق سے بیشتر امریکی فوجوں کی واپسی کے لئے اگست ۲۰۱۰ء تک تاریخ مقرر کردی ہے۔ لیکن سیاسی ماہر Stuart Rothenberg کہتے ہیں کہ اہم ترین تبدیلیاں امریکیوں کے رویے میں آئی ہیں ''اس سیدھے سادھے سوال کے جواب میں کہ کیا ملک اب صحیح سمت میں جارہا ہے لوگوں کی سوچ میں بڑی خوش آئند تبدیلی آئی ہے۔ چنانچہ اصل تبدیلی یہ ہے کہ اب امریکہ کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا ملک صحیح سمت میں آگے بڑھ رہا ہے۔'' ریپبلکنز مسٹر اوباما کی ٹیکس اور سرکاری اخراجات کی تجاویز کے مخالف ہیں۔ انہوں نے انتباہ کیا ہے کہ اس طرح آنے والی نسلوں پر قرض کا بوجھ بہت بڑھ جائے گا۔ ایوان نمائندگان میں ریپبلکن لیڈر John behner نے کہا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری معیشت کو مدد کی ضرورت ہے لیکن میری تشویش یہ ہے کہ جو کچھ تجویز کیا جارہا ہے وہ کارگر نہیں ہوگا۔

اپنی سیاسی مہم کے دوران مسٹر اوباما نے کہا تھا کہ وہ ملک کو درپیش مسائل کے بارے میں دونوں پارٹیوں کو ساتھ لے کر چلنے کا طریقہ اپنائیں گے۔ اس کوشش میں انہیں بہت کم کامیابی ہوئی ہے۔

لیکن Stuart Rothenberg کہتے ہیں کہ عام لوگ بہرحال مطمئن ہیں کہ انہوں نے ایسی کوشش ضرور کی۔ تاہم بائیں بازو کے سب لوگ ان سے خوش نہیں ہیں۔ دائیں بازو کے بہت سے لوگ ان سے ناخوش ہیں۔ بعض لوگ یہ کہیں گے کہ اگر دونوں طرف سے ان پر تنقید ہورہی ہے تو شاید وہ صحیح سمت میں جارہے ہیں۔

مجموعی طور پر رائے عامہ کے جائزوں میں ان کی مقبولیت کی بھاری شرح برقرار ہے۔ ماہرین کہتے ہیں کہ اس وجہ سے امریکی کانگریس میں اپنے ناقدین کے مقابلے میں ان کا پلڑا بھاری رہتا ہے۔ واشنگٹن میں Brookings institution کے سیاسی اسکالر Stephen Hess اس بارے میں کہتے ہیں ''صدر اوباما کے ساتھ ایک بڑی اہم بات ان کی مقبولیت کی شرح ہے۔ گزشتہ ۱۰۰ دنوں میں وہ جو کچھ بھی کرتے رہے ہیں اسے امریکی عوام نے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا کے عوام نے بہت پسند کیا ہے۔''

پہلے سو دنوں میں تو عام لوگ بڑی حد تک صدر کے ساتھ رہے ہیں۔ لیکن اگر معیشت بہتر ہونا شروع نہ ہوئی تو کیا ہوگا؟ Ken Duberstein 1980 کی دہائی کے آخری برسوں میں سابق صدر رونلڈ ریگن کے چیف اسٹاف تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ صدر اوباما کو امید یہ ہے کہ عام لوگ صبر سے کام لیں گے۔ اب تک اوباما جس راہ پر چلتے رہے ہیں اسے ملک نے بڑی حد تک قبول کرلیا ہے۔ لیکن انہیں حالات میں بتدریج کچھ بہتری دکھانی چاہئے۔ واشنگٹن پوسٹ اور ABC نیوز کے جائزے کے مطابق جن لوگوں سے رائے معلوم کی گئی ان میں سے ۶۹ فیصد نے کہا کہ وہ صدر کی کارکردگی سے مطمئن ہیں جب کہ ۲۶ فیصد نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ مسٹر اوباما کو معیشت اور خارجہ پالیسی کے شعبوں میں خاص طور سے اچھے نمبر ملے لیکن وفاقی بجٹ کے خسارے پر ان کی پالیسیوں کے اثرات اور امریکی کار بنانے والی کمپنیوں کے ساتھ معاملات پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔

••

چین کا دفاعی بجٹ، ایک جائزہ

چین کی نیشنل پیپلز کانگریس کے گیارہویں اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ چین کا ۲۰۰۹ء کا دفاعی بجٹ 480.686 بلین یوآن (70.7 بلین ڈالر) ہوگا۔ گزشتہ سال کے مقابلے میں یہ بجٹ 14.9 فیصد زیادہ ہے۔ کو آن لن یو آن وہاں کی یونیورسٹی آف نیشنل ڈیفنس کے ایک پروفیسر ہیں جب کہ چن زیاؤ جنگ وہاں سے ڈاکٹریٹ کررہے ہیں۔ ان دونوں حضرات سے چین کے دفاعی بجٹ میں اس اضافے کے بارے میں کی گئی بات چیت کے اہم نکات پیش خدمت ہیں۔

س: ۲۰۰۸ء میں چین کے دفاعی اخراجات ۶۰.۹ بلین امریکی ڈالر تھے۔ یہ رقم اس کے کل بجٹ کا ۶.۷ فیصد تھی۔ گو کہ چین کا ۲۰۰۹ء کا دفاعی بجٹ گزشتہ سال کے مقابلے میں زیادہ نظر آرہا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ موجودہ بجٹ کے حجم کو مدنظر رکھتے ہوئے گزشتہ سال کے مقابلے میں کم ہوکر بجٹ کا ۶.۳ فیصد رہ گیا ہے۔ اعداد وشمار کی ان تبدیلیوں کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

کوآن: چین زیادہ آبادی والا ایک ترقی پذیر ملک ہے۔ اس کے مختلف حصوں کی ترقی کا تناسب ایک دوسرے سے بہت مختلف ہے۔ بہرحال اس کا دفاعی بجٹ بناتے وقت ایک تو ملک کے تمام حصوں کی دفاعی ضروریات کا خیال رکھا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کوشش کی جاتی ہے کہ ہم دنیا بھر میں جاری ہتھیاروں کی دوڑ میں شامل نہ ہوں۔ چین کی خشکی کی سرحدیں ۲۰,۰۰۰ کلومیٹر اور بحری سرحدیں ۳۰,۰۰۰ کلومیٹر لمبی ہیں جن کی اسے حفاظت کرنا ہوتی ہے۔ چین اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا رکن بھی ہے اور دہشت گردی کے خلاف بین الاقوامی کوششوں میں بھی شریک ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی فوج کی ترقی اور ہتھیاروں کی دوڑ میں شامل نہ ہوں۔ چین کی خشکی کی سرحدیں ۲۰,۰۰۰ کلومیٹر اور بحری سرحدیں ۳۰,۰۰۰ کلومیٹر لمبی ہیں جن کی اسے حفاظت کرنا ہوتی ہے۔ چین اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا رکن بھی ہے اور دہشت گردی کے خلاف بین الاقوامی کوششوں میں بھی شریک ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی فوج کی ترقی اور ہتھیاروں میں جدت لانے کے لئے رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان تمام ضروریات کے پیش نظر دفاعی بجٹ میں اضافہ ناگزیر تھا۔

زیاؤ جنگ: آج کل بیشتر ملک اپنے دفاعی بجٹ میں اضافہ کررہے ہیں۔ چین کی فی کس آمدنی کو دیکھتے ہوئے اس کے دفاعی بجٹ میں اضافہ ہے اب بھی دیگر ممالک کے مقابلے میں کم ہے۔ یہ اضافی رقم بھی زیادہ تر ہتھیاروں اور جنگی سازوسامان پر نہیں بلکہ فوج کا معیار زندگی بہتر بنانے اور انہیں سہولیات فراہم کرنے پر خرچ کی جائے گی۔

س: ۱۹۷۸ء کے بعد چین نے اپنی قومی پالیسی میں بڑی اہم تبدیلیاں کی تھیں اور بہت سی پابندیاں ہٹائی گئی تھیں۔ اس کے بعد بھی چین کے دفاعی بجٹ میں اضافے کی رفتار بہت کم رہی تھی۔ اس سے ہماری دفاعی صلاحیتیں متاثر تو نہیں ہوئیں؟

کوآن: ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۷ء تک چین کے دفاعی بجٹ میں سالانہ اضافہ اوسطاً ۳.۵ فیصد رہا ہے۔ اس دوران چین کی جی ڈی پی (Gross Domestic Product) میں ۱۴.۱ فیصد اور کل اخراجات میں ۱۰.۴ فیصد سالانہ اضافہ ہوا۔ ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۷ء کے درمیان دفاعی بجٹ میں اضافہ ۱۴.۵ فیصد سالانہ رہا جب کہ اس دوران جی ڈی پی میں اضافہ ۲۰.۷ فیصد اور کل اخراجات میں اضافہ ۱۵.۱ فیصد رہا۔ اس دوران افراط زر میں عالمی سطح پر اضافے کی وجہ سے چین کی معیشت متاثر رہی۔ چنانچہ ترقی کے باوجود دفاعی اخراجات میں اضافہ کم رکھا گیا۔

زیاؤ جنگ: اسی وجہ سے اس دوران فوجیوں کا معیار زندگی بہتر نہیں ہوسکا اور جدید ہتھیاروں میں اضافہ نہیں کیا جاسکا۔ ۱۹۹۸ء کے بعد سے انہی مسائل کو حل کرنے کی غرض سے ہر سال دفاعی بجٹ میں اضافہ کیا گیا۔

س: چین اپنے دفاعی بجٹ کی تفصیلات راز نہیں رکھتا۔ اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

کوآن: گزشتہ دس برس سے چین نے یہ پالیسی اپنائی ہے کہ وہ اپنے دفاعی بجٹ کی کوئی بھی تفصیل ملکی یا غیر ملکی ذرائع ابلاغ سے نہیں چھپاتا۔ ۱۹۹۵ء میں چین نے اپنے ہتھیاروں اور افواج کے بارے میں تفصیلات پر مشتمل ایک وائٹ پیپر بھی شائع کردیا۔ اس کے بعد سے اب تک ایسے ۶ وائٹ پیپر شائع کئے جاچکے ہیں۔ ہم نے ان میں ''حساس معاملات'' کو بھی نہیں چھپایا۔

زیاؤ جنگ: چین کا دفاعی بجٹ اس کے قومی بجٹ کے حجم کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی کے تناسب سے بنایا جاتا ہے۔ نیشنل پیپلز کانگریس اس کی منظوری دیتی ہے۔ ۲۰۰۷ء میں چین اقوام متحدہ کے ''ملٹری بجٹ ٹرانسپرنسی میکنزم'' میں شامل ہوگیا تھا۔ اس کے تحت آپ کو دفاعی بجٹ کے بارے میں تمام تفصیلات سے اقوام متحدہ کو ہر سال باضابطہ طور پر آگاہ کرنا ہوتا ہے۔ بہت سے ممالک اپنے دفاعی بجٹ اور قومی بجٹ کے درمیان تناسب کو نہیں دیکھتے یعنی یہ نہیں دیکھتے کہ ان کا دفاعی بجٹ ان کے قومی بجٹ کا کتنے فیصد ہے۔ وہ ممالک دوسرے ملکوں کے صرف دفاعی بجٹ کے اعداد وشمار دیکھ کر واویلا شروع کردیتے ہیں۔ دیکھنے کی بات تو یہ ہے کہ آپ کی جیب میں کتنی رقم ہے اور آپ اس میں سے کتنی خرچ کررہے ہیں۔

س: کیا دفاعی اخراجات میں اضافہ ملک کے مختلف طبقوں کے درمیان نظریاتی اختلافات کو تو نہیں بڑھاتا یا مختلف طبقات کے درمیان تفاوت کو نمایاں تو نہیں کرتا؟

کوآن: دفاعی بجٹ بناتے وقت ان باتوں سے زیادہ قومی مفادات اور ملکی دفاع کے تقاضوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر چینیوں کی تہذیب امن پسندی سے عبارت ہے۔ صدیوں سے چین مختلف ملکوں کے خلاف جارحیت کا مظاہرہ کرنے کے بجائے دوستی کا ہاتھ بڑھاتا آیا ہے۔ جب کہ ۱۸۴۰ء سے ۱۹۴۹ء کے دوران چین پر متعدد ملکوں نے حملے کئے جن میں لاتعداد چینی ہلاک ہوئے۔ بے اندازہ دولت اور املاک تباہ ہوئیں۔ اس کے باوجود چین ہمیشہ امن پسندانہ پالیسیوں پر کاربند رہا۔

زیاؤ جنگ: آج چین میں جو اقتصادی ترقی نظر آرہی ہے اور عالمی سطح پر ہم جس مقام پر کھڑے ہیں، اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم جنگوں سے حتی الامکان گریز کرتے آئے ہیں۔ ہماری ترقی سے صرف ہم خود ہی نہیں، دیگر ممالک بھی کسی نہ کسی انداز میں مستفید ہوئے ہیں۔ ہم پوری دنیا کو اقتصادی ترقی پر توجہ مرتکز رکھنے اور جنگ سے حتی الامکان بچتے رہنے کا راستہ دکھاتے آتے ہیں۔ ہم نے گویا اپنے آپ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ ہم دنیا کو زیادہ سے زیادہ پرامن، خوبصورت اور خوشحال بنانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ ••

داخلی احتساب

سید نصر اللہ کیرے ہلچی، ضلع داونگرہ، کرناٹک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بنی اسرائیل کا یہ حال تھا کہ ان کا ایک آدمی جب اپنے بھائی کو برائی کرتے ہوئے دیکھتا تو وہ پہلی بار اس کو منع کرتا مگر جب اگلا دن آتا تو جو کچھ اس نے دیکھا تھا وہ اُس کو اس سے نہ روکتا کہ وہ اس کے ساتھ کھائے اور اس کے ساتھ اٹھے بیٹھے جب اللہ نے ان کے اندر یہ بات دیکھی تو ان کے دلوں کو ایک دوسرے میں خلط ملط کردیا اور اپنے پیغمبر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے ان پر لعنت کی ایسا اس لئے ہوا کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے گزر جانے والے لوگ تھے۔''

موجودہ زمانے کے مسلمانوں نے خارجی احتساب کو زندگی علامت سمجھ لیا ہے۔ مگر مذکورہ حدیث اس کے برعکس یہ اعلان کررہی ہے کہ داخلی احتساب مسلمانوں کی ایمانی زندگی کی علامت ہے۔ مسلم معاشرے کے اندر برائی کو برداشت نہ کرنا اور آپ میں ایک دوسرے کو غلط کام سے روکنا اسلام اور ایمان کی لازمی شرط ہے۔ اہل ایمان کے معاشرے میں اگر یہ صفت باقی نہ رہے تو ایسے لوگ اللہ کی نظر میں لعنت زدہ قرار پائیں گے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ ہوا۔ حدیث کی کتابوں میں کثرت سے ایسی روایتیں موجود ہیں۔ ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم کو ضرور ایسا کرنا ہوگا تم (اپنے لوگوں کو) اچھائی کا حکم دو اور ان کو برائی سے روکو، اور غلط کار کا ہاتھ پکڑ لو اور اس کو حق کی طرف موڑ دو۔ ورنہ اللہ تمہارے دلوں کو ایک دوسرے سے خلط ملط کردے گا یا تم پر لعنت کرے گا۔ جس طرح اس نے یہود پر لعنت کی۔ مذکورہ احادیث میں جو بات کہی گئی ہے وہ بے حد اہم ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے بارے میں بھی خدا کا عین وہی قانون ہے جو اس سے پہلے یہود کے بارے میں تھا اس اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم ضرور (اپنے لوگوں کو) اچھائی کا حکم دوگے اور برائی سے روکو گے، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تمہارے اوپر اپنے پاس سے عذاب بھیج دے پھر تم اللہ کو پکارو مگر وہ تمہاری پکار نہ سنے۔ اس حدیث کو سامنے رکھ کر غور کیجئے تو موجودہ فسادات ہوں یا اور کوئی ظلم ہو وہی خدائی حکم نظر آنے لگتے ہیں، جن کی پیشگی حدیث میں کی گئی ہے۔ اندیشہ یہ ہوتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے لعنت کی ایک صورت ہو۔ موجودہ مسلمان شاید خدا کی رحمت سے دور کردیئے گئے ہیں۔ وہ صبح وشام اپنے ''دشمنوں'' کی بربادی کی دعائیں کرتے ہیں مگر ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ کچھ شرانگیز عناصر فساد کرتے ہیں اور اس کے بعد پوری مسلم قوم کو اس کی بدترین سزا بھگتنی پڑتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بے شک اللہ بعض لوگوں کے عمل کی سزا عام لوگوں کو نہیں دیتا یہاں تک کہ ان کا حال یہ ہوجائے کہ وہ برائی کو اپنے ''لوگوں'' کے درمیان دیکھیں اور وہ اس کا انکار کرنے پر قادر ہوں پھر بھی وہ اس کا انکار نہ کریں۔ جب ایسا کرتے ہیں تو اللہ خاص وعام کو عذاب میں مبتلا کردیتا ہے۔

موجودہ حالات یہ ہیں کہ مسلمانوں میں بے راہ روی عام ہوگئی ہے وہ بات بات پر لڑنے کے لئے تیار رہتے ہیں، بہت سے فرقہ وارانہ فسادات خود مسلمانوں کے بعض عناصر کی شرانگیزی کارروائیوں سے شروع ہوتے ہیں۔ پھر جب فساد بڑھتا ہے تو پوری قوم کو اس کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ یہ صورت حال بار بار پیش آرہی ہے اور مسلمان اس کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ مگر مسلمانوں میں کوئی بھی قابل ذکر گروہ نہیں ہے جو ان کا ہاتھ پکڑنے کے لئے کھڑا ہو۔

مسلمانوں میں ایسے قائدین تو بہت ہیں جو حکومت یا غیر مسلم فرقہ کے خلاف بولنے میں کم نہیں ہیں مگر ان کے درمیان کوئی بھی ایسا قائد نہیں جو مسلمانوں کے اوپر محتسب بن کر کھڑا ہو۔ جو اُن مسلمانوں کے خلاف آواز اٹھائے جو برادران وطن کے ساتھ اشتعال انگیز کارروائیاں کرتے ہیں اور ان کو بھڑکا کر پوری قوم کو آگ اور خون میں نہلانے کا سبب بن جاتے ہیں۔ احادیث کے مطابق ہندوستان کے فرقہ وارانہ فسادات کا واحد حل یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر داخلی احتساب کا نظام قائم ہو۔ ہر جگہ کے مسلمان اپنے ان افراد کی نگرانی کریں جو ابتدائی شرانگیزی کرکے فساد کی آگ بھڑکانے کا سبب بنتے ہیں۔ مسلمانوں کے موجودہ قائدین اپنی ساری طاقت حکومت کے خلاف مظاہروں میں لگائے ہوئے ہیں۔ اس کے بجائے انہیں یہ کرنا چاہئے کہ وہ اپنی ساری طاقت خود مسلم افراد کی روک تھام پر لگادیں یہی کرنے کا اصل کام ہے۔ مسلمان اس کے سوا جو کچھ بھی کریں گے وہ کسی درجہ میں بھی مسئلہ کو حل کرنے والا نہیں ہوسکتا۔

••

پاکستان کے جوہری اثاثے محفوظ ہیں/صدر اوباما

واشنگٹن- صدر بارک اوباما نے کہا ہے کہ امریکہ کو یقین ہے کہ پاکستان کے جوہری اثاثے محفوظ ہاتھوں میں ہیں، تاہم اُنہیں پاکستان کی صورتحال پر سنگین تشویش ہے کیونکہ ملک کی حکومت کمزور ہے۔

انہوں نے یہ بات اپنی انتظامیہ کے سو دن پورے ہونے پر بدھ کی شام (۲۹ر اپریل کو) وائٹ ہاؤس میں ایک ملک گیر اخباری کانفرنس سے خطاب کے دوران کہی۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ پاکستانی فوج اِن ہتھیاروں کے غلط ہاتھوں میں چلے جانے کے خطرے سے بخوبی آگاہ ہے۔ اوباما نے کہا کہ پاکستان کی سویلین اس وقت حکومت بہت ہی کمزور ہے اور بہت سی بنیادی خدمات بجالانے کی اہل نہیں۔ صدر نے کہا کہ دونوں ممالک کی افواج کے مابین صلاح ومشورے اور تعاون مضبوط نوعیت کا ہے۔

بارک اوباما نے کہا کہ انہیں پاکستان کی صورتحال پر سنگین تشویش ہے اس لئے نہیں کہ اُن پر طالبان غالب آجائیں گے بلکہ اس لئے کہ موجودہ حکومت اپنے عوام کو تعلیم، صحتِ عامہ، قانون کی حکمرانی، عدالتی نظام جیسی بنیادی سہولیات فراہم کرنے سے قاصر ہے۔ نتیجتاً اس کے لئے عوام کی حمایت اور ہمدردی کا حصول مشکل امر ہے۔

صدر اوباما نے کہا کہ ہمیں پاکستان اور پاکستانی عوام کی خدمت کرنی چاہئے۔ دونوں سویلین حکومتوں اور فوج کو اس بات کا ادراک ہے، اور یہ کہ ہمیں ایک دوسرے کا احترام کرتے ہوئے اور تمام معاملات میں ایک دوسرے کا لحاظ کرتے ہوئے مسائل پر نظر ڈالنی ہوگی۔

ایک اور سوال کے جواب میں صدر اوباما نے کہا کہ وہ اس مفروضے میں نہیں الجھیں گے کہ اگر پاکستان کے جوہری اثاثے غلط لوگوں کے ہاتھ چڑھنے کا اندیشہ لاحق ہوتا ہے تو امریکہ ان ہتھیاروں کو حاصل کرنے، چھیننے یا تباہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ اُن سے پوچھا گیا تھا کہ اگر جوہری ہتھیار القاعدہ یا طالبان کے ہتھے چڑھ گئے تو امریکہ کا ردعمل کیا ہوگا۔ صدر نے کہا کہ امریکہ پاکستان کی خود مختاری کا احترام کرتا ہے، اور اُسے پاکستان اور پاکستانی عوام کی مدد کرنی چاہئے۔

اخباری کانفرنس میں بارک اوباما نے سوائن، فلو، امیگریشن اصلاحات، پاکستان، عراق، کارسازی کی صنعت، اذیت رسانی کے معاملے، سینیٹر اسپیکٹر کی پارٹی تبدیلی جیسے معاملات پر سوالات کے جواب دیے۔ دوسری طرف اُن کا کہنا تھا کہ سو دنوں کے اندر نہ صرف انتظامیہ کے صحیح سمت کا تعین ہوچکا ہے بلکہ کئی اعتبار سے تصحیح کا عمل چل پڑا ہے۔ مثال کے طور پر معیشت اور کساد بازاری کے تدارک کے حوالے سے۔

••

POSTED ON 5 May 2009 AT DELHI R.M.S. LICENCE NO. U (D.N.)- 41 / 2009 - 11 TO POST WITHOUT PRE PAYMENT PAGES-8.

۷ رمئی ۲۰۰۹ء

TELEGRAM : ADDAWAH NEW DELHI-110025
PHONES: Editor: 26958816, Manager: 26949539, Fax:26958816
E-mail:- dawattrust@yahoo.co.in , dawatnews@indiatimes.com

DAWAT SEHROZA
NEW DELHI-110025

R.N.I. No.522/57
DL (S) - 05 / 3128 / 2090 - 2011 & DL (S) - 05 / 3266 / 2006-08 (Foreign Post

POSTAL REGISTRATION No.

دولت کی ہوس نے امریکہ کو مار ڈالا

ظفر بنگش۔ ٹورانٹو

محض دس برس پہلے کون یہ تصور کرسکتا تھا کہ امریکہ نہ صرف فوجی لحاظ سے شکست کھائے گا بلکہ یہ اقتصادی طور پر بھی تباہ و برباد ہوجائے گا۔ امریکی حکمران پھولے نہ سماتے تھے کہ وہ نمبرون سپر پاور ہیں اور وہ کسی حریف طاقت کو ابھرنے نہیں دیں گے کہ وہ ان کی پوزیشن کو چیلنج کرے۔ انھوں نے دو جارحانہ جنگیں چھیڑ دیں اور وہ بھی دو مسلم ممالک افغانستان اور عراق کے خلاف۔ ان کا برخود غلط تصور یہ تھا کہ یہ ممالک آسانی سے فتح ہوجائیں گے اور یہاں سے پیش قدمی کرتے ہوئے وہ دوسرے ممالک میں داخل ہوکر ان کے سیاسی نظاموں کو ازسرنو تشکیل دیں گے۔

ہم جانتے ہیں کہ شرق اوسط کو ازسرنو فتح کرنے کے ان شاندار امریکی منصوبوں پر افغانستان اور عراق میں جنم لینے والی مزاحمت نے پانی پھیر دیا ہے لیکن اس کے علاوہ ایک اور شے بھی بروئے کار آئی ہے۔ یہ ایک ناقابل پیمائش عنصر ہے جسے مادہ پرست دنیا خاطر میں نہیں لاتی۔ یہ ماؤں، بہنوں اور بیویوں کی دل ہلا دینے والی چیخیں ہیں جن کی کچلی ہوئی روحیں ایک ہی ذات سے رجوع کرسکتی ہیں جسے وہ جانتی ہیں اور وہ ذات باری تعالیٰ ہے۔ جو تمام جہانوں کا خالق اور رب ہے جیسے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے: ''خبردار مظلوم کی آہوں اور اللہ کے مابین کوئی رکاوٹ نہیں۔'' اگرچہ بظاہر ان کی درد بھری چیخیں اور آہیں امریکی توپوں اور طیاروں کے شور میں ڈوب گئیں مگر وہ سات آسمان پار کرکے اللہ تک جا پہنچیں۔

امریکہ کو ان جرائم کے لئے بہت جوابدہی کرنی ہے جن کا ارتکاب اس نے دنیا بھر کے معصوم لوگوں بالخصوص مسلمانوں کے خلاف کیا ہے۔ گوانتا نامو بے کے ٹارچ چیمبرز سے ابوغریب جیل تک امریکہ نے بے گناہ لوگوں کے خلاف خوفناک جرائم کیے ہیں۔ امریکہ نے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کے لیے لفظ ٹارچر کا استعمال بہت نرم ہے۔ بلیڈوں سے لوگوں کے جسموں کو چیرے لگانا، ان پر کتے چھوڑ دینا کہ وہ ان کا گوشت کھائیں اور ان کی آبرو ریزی کرنا امریکیوں کے چند ''مہذب'' ہتھکنڈے ہیں اور بالعموم مغرب انہیں ان لوگوں کے خلاف استعمال کرنے کا مشتاق ہے جنہیں وہ اپنا دشمن خیال کرتا ہے۔

بے کس اور مظلوم لوگ جنہیں قرآن مجید میں مستضعفین کہا گیا ہے ہمیشہ مدد کے لیے اللہ سے رجوع کرتے رہے ہیں۔ وہ اور کس کے پاس جائیں؟ دولت مند اور طاقت ور اتنے متکبر ہوتے ہیں کہ وہ ایسے کاموں کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے حالانکہ ہمیں ہر وقت اور ہر قسم کے حالات میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ دولت اور طاقت بذات خود اللہ کی طرف سے آزمائشیں ہیں اور جو لوگ مغرور ہوئے بغیر انہیں عقلمندی سے استعمال کریں وہ اللہ کے ہاں ان کا اجر پالیں گے لیکن جو لوگ تکبر میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور ان کا غلط استعمال کرنے لگتے ہیں، انہیں دردناک عذاب ہوگا۔ قرآن لقمان حکیم اور فرعون وہامان کے قصے بیان کرتا ہے۔ یہ قصے ہمیں متنبہ کرنے کے لیے بیان کیے گئے ہیں کہ ہم طاقت اور دولت کے نشے میں مبتلا نہ ہوں لیکن بنی نوع انسان ہیں کہ شیطان کے بہکاوے میں آجاتے ہیں۔ امریکہ کے ساتھ بھی کچھ ہوا ہے اور اس سے پہلے دوسری یورپی طاقتوں کے ساتھ بھی یہی ہوتا رہا ہے جو افریقہ، ایشیا اور دنیا کے دوسرے حصوں میں جا گھسی تھیں اور انھوں نے دہشت پھیلا کر اور قتل وغارت کرکے ان ملکوں پر قبضہ کرلیا تھا۔ ان کا براہ راست استعماری قبضہ تو ختم ہوگیا لیکن اب ہم بالواسطہ استعمار کے قبضے کے مرحلے میں ہیں۔ اگرچہ محض دس سال پہلے امریکہ نے سوچا کہ وقت آگیا ہے کہ ایک بار پھر اپنا اقتدار براہ راست مسلط کیا جائے، چنانچہ اس کی خواہش کے تحت اس نے افغانستان اور عراق پر حملہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ اس کا حتمی منصوبہ وہاں سے ایران پر یلغار کرنا تھا۔

امریکہ میں پالیسی ساز بڑہانکتے تھے کہ صرف بہادر ہی تہران جاتے ہیں۔ اس کا مطلب امریکہ کا حقیقی منصوبہ ایران پر حملہ کرکے حکومت کا تختہ الٹنا اور وہاں زرداری اور کرزئی جیسی کٹھ پتلی حکومت مسلط کرنا تھا۔ پاکستان میں انہیں کٹھ پتلی حکومت قائم کرنے کی ضرورت نہیں تھی، یہاں ہمیشہ ہی ان کی کٹھ پتلی حکومت رہی ہے۔ پاکستان کو اس کے ایٹمی ہتھیاروں کی وجہ سے نشانہ بنایا جارہا تھا اور بنایا جارہا ہے۔ پاکستانی حکمرانوں کے ملتجیانہ رویے کے پیش نظر امریکی کسی وقت بھی اپنا یہ مقصد حاصل کرسکتے ہیں لیکن امریکہ نے افغانستان اور عراق میں اور صہیونی اسرائیل نے فلسطینی عوام کے خلاف جن جرائم کا ارتکاب کیا ہے اس پر انھوں نے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہے کیونکہ جو لوگ ان کے خلاف مزاحمت کررہے ہیں وہ مخلص اور سچے مسلمان ہے۔ جب مسلمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں تو اس کا وعدہ ہے کہ وہ ان کی مدد کرے گا۔ یہ وعدہ بدیہی طور پر قرآن مجید کی سورہ بقرہ آیت ۲۱۴ اور سورہ محمدؐ آیت ۷ میں کیا گیا ہے۔

اب ہم اس بات کو لیں کہ امریکہ اور بالعموم مغرب کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ جیسے کہ اللہ نے قرآن مجید کی سورہ بنی اسرائیل آیت ۱۶ میں بتایا ہے: ''جب ہم کسی بستی اور اس کے لوگوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیڈروں کو عیش وآرام اور مسرفانہ طرز زندگی کا عادی بنا کر ناکارہ کردیتے ہیں''۔ امریکہ کے نہایت مسرفانہ طرز حیات کے باعث اس پر یہ کلیہ پوری طرح صادق آتا ہے لیکن اس کا معاملہ اس سے بھی آگے کا ہے۔ اللہ ایسے معاشروں کے حکمرانوں کو نہ صرف متکبر بلکہ بہرے اور گونگے بھی بنا دیتا ہے۔ وہ اپنے گرد تنگ ہوتے شکنجے کو دیکھنے سے انکار کردیتے ہیں۔ یہ حقیقت سب سے زیادہ کھل کر اس وقت سامنے آئی جب جارج ڈبلیو بش صدر تھے۔ جب اس کے چاروں طرف امریکی معیشت بکھر رہی تھی تب بھی بش کا اصرار تھا کہ امریکہ کی اقتصادی بنیادیں مضبوط ہیں۔ جب بطور صدر ان کی آخری پریس کانفرنس میں ان سے تباہ ہوتی امریکی معیشت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا:

''میں ماہر اقتصادیات نہیں اور نہ ہی آپ ہیں۔ میں رجائیت پسند ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ بالآخر معیشت سدھر جائے گی''۔ اس کا ''بالآخر'' کب آئے گا اس کا انہیں کوئی اندازہ نہ تھا اور نہ انہیں اس کی پروا تھی کیونکہ انھوں نے یہ ریمارکس اس وقت دیے جب ان کے وزیر خزانہ ہنری پالسن اور چیئرمین فیڈرل ریزرو بینک بین برنانکے ۱۴ ستمبر ۲۰۰۸ء کو ارکان کانگریس کو ایک خفیہ اجلاس میں بتا چکے تھے کہ اگر انھوں نے ۷۵۰ ارب ڈالر کا بیل آؤٹ پیکیج پیشگی شرائط کے بغیر منظور نہ کیا تو نہ صرف امریکی معیشت بلکہ پورا عالمی اقتصادی نظام دنوں کے اندر تباہ ہوجائے گا۔ صاف ظاہر ہے کہ بش قیامت کے اس منظرنامے سے بے خبر نہیں ہوسکتے تھے۔ جس کا انکشاف ان کے چوٹی کے فنانشیل منیجروں نے کانگریس کے سامنے کیا تھا۔ اس کے باوجود وہ بدستور یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ امریکی معیشت میں کوئی خرابی نہیں۔

پچھلے ۲۲ ماہ میں اقتصادی بحران گھروں کی خرید وفروخت سے لے کر بینکوں، انشورنس کمپنیوں، آٹو انڈسٹری اور مینوفیکچرنگ سیکٹر تک پھیل گیا ہے۔ اب پوری امریکی معیشت اور اس کے ساتھ عالم مغرب کی بیشتر معیشتیں بری طرح متاثر ہوئی ہیں۔ ہر کہیں بڑے بڑے کاروبار دیوالیہ ہورہے ہیں اور ملازمتوں کا بیڑا غرق ہورہا ہے۔ تا قیامت خوشحالی کے خواب دیکھنے اور دکھانے والی مالیاتی مارکیٹیں بدحال ہیں۔ ۷۸۷ ارب ڈالر کا بیل آؤٹ پیکیج (۷۵۰ ارب ڈالر نہیں جس کا پہلے اعلان کیا گیا تھا) جس کی کانگریس نے بینکوں کے لئے منظوری دی ہے، وہ ناکافی ثابت ہورہی ہے۔ امریکی صدر بارک اوباما نے کئی برسوں کے لئے کئی ٹریلین ڈالر کے خساروں کا ذکر کیا ہے۔ اس نے اگلے دس برسوں میں سات ٹریلین ڈالر کے خسارے کی نشاندہی کی ہے جبکہ بیشتر امریکی ماہرین اقتصادیات کا اندازہ ہے کہ خسارہ گیارہ ٹریلین ڈالر ہوگا اور یہ مجموعی امریکی پیداواری صلاحیت سے چند ٹریلین ڈالر ہی کم ہوگا۔

ایک مصنوعی بنک (Bad Bank) تخلیق کرنے کی بات بھی ہورہی ہے جو تمام ناقابل ادائیگی قرضوں کو اپنالے گا تاکہ موجودہ بینک قرضوں کے بوجھ سے سبکدوش ہوجائیں۔ آزاد منڈی کی سرمایہ داری سر کے بل کھڑی ہے۔ جب معاملات ٹھیک جارہے تھے تو بینک مالکان اور حصے دار خوب منافع سمیٹتے رہے۔ اب جبکہ صورتحال دگرگوں ہوئی تو اب وہ چاہتے ہیں کہ انہیں بیل آؤٹ کرنے کے لئے عوامی سرمایہ دیا جائے، مگر ان لاکھوں کارکنوں کے لئے کوئی بیل آؤٹ نہیں جو بیروزگار ہوچکے ہیں جبکہ بہت سے اور بیروزگار ہورہے ہیں۔

اوباما کے ڈائریکٹر نیشنل انٹیلیجنس ڈینس بلیئر نے ۱۲ رفروری کو سینٹ کی انٹیلیجنس کمیٹی کے سامنے بیان دیتے ہوئے انتباہ کیا کہ سنگین تر ہوتے اقتصادی بحران سے امریکہ کی سالمیت اور قومی سلامتی کو شاید شدید ترین خطرہ لاحق ہے۔ گویا امریکی سلامتی کو خطرے میں ڈالنے والے دہشت گرد افغانستان کے کسی غار یا پاکستان کی قبائلی پٹی کی بجائے وال اسٹریٹ (نیویارک) میں رہتے ہیں۔ اقوام متحدہ کی عالمی تنظیم محنت کا اندازہ ہے کہ اس سال دنیا بھر میں پانچ کروڑ کے لگ بھگ کارکن اپنی ملازمتوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ امریکہ میں پہلے ہی ۳۶ لاکھ افراد روزگار سے محروم ہوچکے ہیں۔

امریکی اقتصادی ماہرین کی پیشین گوئی ہے کہ امریکیوں کا معیار زندگی ''مسلسل گر رہا ہے'' کیونکہ وہ امریکی گھروں کی گرتی ہوئی قیمتوں کے باعث آٹھ ٹریلین ڈالر، مالیاتی مارکیٹوں میں دس ٹریلین ڈالر اور کریڈٹ کارڈز کے ناقابل ادائیگی قرضوں کی مد میں چودہ ٹریلین ڈالر سے محروم ہوچکے ہیں۔ عراق اور افغانستان میں (Surge) یعنی عروج کے بعد اس سے کہیں زیادہ عروج ''بیروزگاری'' اور کاروباری ''دیوالیہ پن'' کو ملنے والا ہے۔ اس کے نتیجے میں سنگین سماجی بدامنی پیدا ہوگی اور ایسے خطرات بھی ہیں کہ تشدد اس قدر بڑھ جائے گا کہ امن وامان قائم کرنے کے لئے فوج بلانی پڑے گی۔ تیسری دنیا کے ممالک میں لوگ عادی ہوتے ہیں کہ فوج بازاروں میں آکر انہیں پیٹتی اور گولیاں مارتی ہے۔ (ضیائے آفاق)

بقیہ: جنوبی ایشیا میں انتشار وبدامنی

کہ وہ ثالثی سے ایک طرف انکار بھی کرتے ہیں مگر دوسری طرف اس کے مواقع بھی فراہم کرتے ہیں اور پھر یہ امید رکھتے ہیں کہ ثالث اس طرح فیصلے کرے گا کہ متعلقہ فریقوں کی آرزوئیں پوری ہوجائیں جبکہ ایسا کوئی بھی ثالث جس کے اپنے کچھ عزائم بھی ہوں وہ اپنے عزائم کو کیونکر قربان کرے گا؟ وہ تو ہر ایسے تنازعہ میں اس وقت ہاتھ ڈالے گا جب اس کے عزائم کی راہیں ہموار ہوتی ہوں۔ ہندوستان، پاکستان اور اس طرح کے دوسرے ممالک امریکہ اور برطانیہ سے یہی امید رکھتے ہیں اور ان کی عدالت میں اپنے معاملات اسی توقع کے ساتھ لے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان سے اس کی توقع قائم کرنا ہی نادانی ہے کیونکہ دونوں ممالک کا ایک ماضی رہا ہے۔ ایک قدیم استعماریت تو دوسرا جدید اور دونوں اپنے اپنے عزائم رکھتے ہیں۔ وہ ان کو کبھی بھی قربان نہیں کرسکتے۔ ●●

دعوت

پرنٹر، پبلشر خلیل احمد نے دعوت ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کی جانب سے ایرانین آرٹ پرنٹرز قاسم جان اسٹریٹ بلیماران دہلی ۱۱۰۰۰۶ میں برائے دعوت آفسیٹ پرنٹرز چھپوا کر دفتر ''دعوت'' ڈی ۳۱۴، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی ۲۵ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: پرواز رحمانی

اسسٹنٹ ایڈیٹر: شفیق الرحمٰن

سب ایڈیٹرس: محمد صبغۃ اللہ ندوی، عقیدت اللہ قاسمی، عمیر کوٹی ندوی، اشرف علی بستوی

ضرورت رشتہ

مغربی یوپی سے تعلق رکھنے والے دو نوجوان سنی مسلم، بالترتیب 28 سال قد پانچ فٹ دس انچ تعلیم بی یو ایم ایس، ذاتی کلینک، دوسرا عمر 29 سال، قد پانچ فٹ سات انچ، تعلیم بی ٹیک، ذاتی کاروبار، دونوں لڑکوں کیلئے تعلیم یافتہ، خوبصورت، دیندار لڑکیوں سے رشتہ مطلوب ہے۔

رابطہ کا نمبر:
09690319401

حکومت سے منظور شدہ ایکسپورٹ ہاؤس
سپر ٹینری لمیٹیڈ

● برشڈ بف کاف ● فیشن ایبل لیدرز ● اَکل پُل اَپ ● انڈسٹریل سیفٹی بوٹ لیدرز ● نو بک ● واٹر پروف لیدرز ● گارمنٹ نپّا ● شوز بوٹ اپرز

SUPER TANNERY LIMITED
(A Government Recognised Export House)
187/170,JAJMAU ROAD, KANPUR-208010 (INDIA)
Tel:+91-512-2460137,2465362,2462138,2461079
Fax:+91-512-2460792,2462227,
Email:supertannery@satyam.net.in
Website:www.supertannery.org

ایم اے ایف اکیڈمی

اے ۴۳ سیکٹر ۶۲، نوئیڈا

فاؤنڈر: محمد ابوالفضل فاروقی

نرسری تا XI داخلے جاری

★ سی بی ایس ای سے منظور شدہ ★ سی بی ایس ای کورس
★ اعلیٰ تربیت یافتہ اسٹاف ★ بچے کی پروگریس پر ہر وقت نظر
★ ہر طالب علم پر خصوصی توجہ ★ سیکشن میں صرف ۲۵ طلباء
★ ابتداء سے کمپیوٹر کی تعلیم ★ ہر وقت بجلی کے لئے جنریٹر موجود
★ ضروری سامان سے آراستہ سائنس لیب
★ کمرہ روشن، ہوادار، تپش سے محفوظ ★ ۲۴ ہزار مربع گز کا وسیع رقبہ
★ صد فیصد نتائج ★ سیٹیں محدود ★ داخلہ فارم ویب سائٹ پر دستیاب
★ داخلے کیلئے بچے کا ہونہار ہونا کافی ★ ٹرانسپورٹ کے لئے محفوظ اور آرام دہ بسیں
★ ہر قسم کی آلودگی سے پاک اور جدید ترین سہولتوں سے آراستہ نہایت خوشنما عمارت

صد فیصد رزلٹ کے ساتھ سبھی طالب علم فرسٹ ڈویژن ڈسٹنکشن (Distinction) کے ساتھ پاس ہوئے ہیں۔

اعلیٰ ترین سہولتوں کے باوجود فیس کفایتی

Phone: (0120) 2400522, 6545202
Fax:(0120)2400510
e-mail: info@mafacademy.com
Website: www.mafacademy.com

گرلس ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، ہاسن

ایک سالہ تربیتی پروگرام

جون کے پہلے ہفتے سے نئے بیچ کا آغاز

امت مسلمہ کی ہونہار بچیوں کے کیریئر اور زبردست دینی انقلاب کا ضامن ایک سال میں مسلم لڑکیوں کی دینی، عصری اور معاشرتی ضرورت کے مطابق بیس اچھوتے مضامین میں معیاری تربیت

کورس:

☆ اسلامیات، عربی زبان، کمپیوٹر، امور خانہ داری، شخصیت سازی، گھریلو نظم ونسق اور تربیت اولاد اور اسپوکن انگلش وغیرہ
☆ کورس کی مدت: ایک سال
☆ مطلوبہ لیاقت: پی۔یو۔سی۔ لیکن گریجویٹ امیدوار کو ترجیح دی جائے گی۔ عربی زبان سے واقفیت رکھنے والی دیگر طالبات بھی رجوع کرسکتی ہیں۔
☆ انٹرویو ہاسن میں ہوگا۔
☆ میڈیم: تعلیم اردو زبان میں دی جائے گی۔
☆ رہائش کے لئے ہاسٹل کا انتظام ہوگا۔

اپنے مکمل بایو ڈاٹا (Bio-Data) اور دیگر تفصیلات کے ساتھ اپنی درخواستیں درج ذیل پتے پر روانہ کریں۔ یاد رہے کہ درخواست جمع کرنے کی آخری تاریخ ۲۰ رمئی ۲۰۰۹ء ہے۔ سیٹیں محدود ہیں، لہٰذا بروقت رابطہ کریں:

Girls Vocational Training Institute
(G.M. Memorial School) Hunsinkere Layout, HASSAN-573 201
Contact No. 9916103401, 9986464693, 9449646413, 9988712257

جدید طرز پر کاروباری معلومات فراہم کرنے والا
رہبر صنعت وتجارت

اشاعت کے چھبیس (26) سال

خالص کاروبار پر مشتمل اس رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں

★ چھوٹے پیمانے کی کاروباری اسکیمیں ★ گھریلو پیمانے پر تیار ہونے والی مصنوعات کے فارمولے، بنانے کے طریقے، مشنریز وخام مالوں کی تفصیلی جانکاری ★ خواتین کے لئے پردے میں رہتے ہوئے گھریلو ہنر وکام کاج ★ حکومت کی جانب سے چھوٹی صنعتوں کے لئے مراعات ★ دانشوران صنعت وتجارت کے مضامین اور بہت کچھ۔

فی شمارہ/15 روپے	سالانہ/150 روپے

ادارہ کی جانب سے مختلف انڈسٹریز پر کتابیں بھی شائع ہوچکی ہیں

RAHBAR-E-SANAT-O-TEJARAT
24,C BRIGHT STREET, KOLKATA-700017
PH.: 033-22806152, MOB.: 09331001824

جامعۃ الصّفۃ ورنگل

دعوت دین واقامت دین کے لئے ایک تعلیمی تحریک

الحمد للہ! جامعۃ الصفۃ ورنگل اپنا پانچواں تعلیمی سال مکمل کرکے چھٹے سال کا سفر طے کررہا ہے اور اپنے طے کردہ مقاصد کے تحت پیش قدمی کررہا ہے۔ پانچ سال کی مختصر سی مدت میں بفضلہ تعالیٰ گزشتہ دو سالوں میں ۱۰ طلبہ نے حفظ کی تکمیل کی ہے اور امسال اللہ کے فضل وکرم سے مزید ۱۳ طلباء حفظ قرآن کی تکمیل کرچکے ہیں۔

جامعہ کا شعبہ عالمیت

جامعہ کے شعبہ عالمیت میں عربی اول تا چہارم جماعتیں قائم ہیں جس میں تشنگان علم وخادمان دین اپنے علم کی پیاس بجھا رہے ہیں تاکہ وہ معاشرہ میں منصبی کردار ادا کرسکیں۔ جامعہ میں تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ طلباء کی کردار سازی اور اسلامی فکری پختگی پر خاص توجہ کی جاتی ہے۔ جامعہ میں اس وقت ۱۴۰ طلبہ زیر تعلیم ہیں اور تقریباً سارے ہی طلبہ دارالاقامہ میں مقیم ہیں ان کی تعلیم، رہائش وطعام کے اخراجات اہل خیر حضرات کے تعاون وسرپرستی سے مکمل کیے جاتے ہیں (اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے) الحمد للہ! طلباء کو تلگو وانگریزی زبان بھی پڑھائی جاتی ہے تاکہ وہ برادران وطن میں دعوت دین کا کام انجام دیا جاسکے۔

شعبہ تدریب ائمہ

جامعۃ الصفہ ورنگل میں اس سال تدریب ائمہ کا دو سالہ کورس شروع کیا جارہا ہے جس میں ایسے طلباء کو داخلہ دیا جائے گا جو کم از کم آٹھویں جماعت کامیاب ہوں نیز جو اُردو یا تلگو لکھنا پڑھنا جانتے ہوں اور بالخصوص دیہات کے رہنے والے ہوں۔ ان طلباء کو دوران تعلیم ماہانہ فی کس ایک ہزار روپے تعلیمی وظیفہ دیا جائے گا تاکہ طلباء اور اولیاء طلباء کو یکسوئی ہو اور طلباء دلجمعی کے ساتھ تعلیم حاصل کرسکیں اور ان طلباء کے قیام وطعام کی ذمہ داری جامعہ پر ہوگی۔ ہر طالب علم پر ماہانہ ڈھائی ہزار روپیوں کا خرچ ہوگا (Rs.2,500/-) ادارہ اس سال ۲۰ طلباء کو تدریب ائمہ کے لئے داخلہ کا منصوبہ بنایا ہے۔ تدریب ائمہ کے دو سالہ کورس کے دوران ان منتخب طلباء کو امامت اور خطابت کے اصول قرآن، حدیث وفقہ کے علم اور حالات حاضرہ کے تقاضوں سے واقف کروایا جائے گا۔ اس دو سالہ کورس کی تکمیل کے بعد دیہاتوں میں ان طلباء کی خدمات سے استفادہ کیا جائے گا۔

محترم بھائی! آپ کے علم میں یہ بات ہوگی کہ قادیانیت اور عیسائیت کے مبلغین مختلف طریقوں سے دیہات کے بھولے بھالے مسلمان بھائیوں کو مالی رغبت دلا کر مرتد بنانے کی کوشش کررہے ہیں اور گاہے گاہے انہیں کامیابی بھی حاصل ہورہی ہے جب کہ شہروں میں رہنے والے مسلمان، صاحب ثروت اور اہل علم حضرات اس جانب خاطر خواہ توجہ نہیں دے پارہے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ دونوں فتنے امت مسلمہ کے لئے ایک بڑا مسئلہ بنے ہوئے ہیں مسلمانوں کو جہاں مختلف پہلوؤں سے کام انجام دینا ہے وہیں مساجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ بالخصوص ائمہ مساجد کو بھی تیار کرنا ہے جو دینی تڑپ رکھتے ہوں اور شہروں سے دور دیہاتی پس منظر میں کام کے لئے آمادہ ہوں۔ جامعۃ الصفہ نے ایک طویل مدتی منصوبہ کے تحت اس اہم کام کو انجام دینے کا بیڑہ اٹھایا ہے جس کے لئے خطیر رقم کی ضرورت ہے اس خصوص میں اہل خیر اور دین کا درد رکھنے والے احباب آگے آئیں اور ان طلباء کی کفالت کی ذمہ داری سنبھالیں۔ جامعۃ الصفہ اس اہم پراجکٹ کو اللہ کے فضل وکرم اور خیرخواہان دین وملت کے تعاون سے انجام دے گا۔ انشاء اللہ۔

تعاون کی شکلیں ☆ طلباء کی کفالت: تدریب ائمہ کے لئے فی طالب علم سالانہ/30,000 روپے شعبہ حفظ کے لئے سالانہ/10,000 روپے فی طالب علم ☆ شعبہ عالمیت کے لئے سالانہ/12,000 فی طالب علم (مدت پانچ سال) ☆ اساتذہ کی تنخواہ کی شکل میں ماہانہ =/48,000 روپے ☆ تعمیری کام اور قرضوں کی ادائیگی کیلئے۔ **نوٹ**: جامعہ اپنے خیرخواہوں کو ابھی تک بارہ لاکھ روپے قرض واجب الادا ہے اس خصوص میں تعاون کی درخواست ہے۔

سرپرست جامعہ: حضرت مولانا سید جلال الدین عمری مدظلہ، امیر جماعت اسلامی ہند

JAMIA-TUS-SUFFAH
Deshaipet Road, Warangal, A.P. India

ناظم جامعہ: محمد خواجہ عارف الدین

Phone: +91-870-2424576, Cell:+91-9849004547 A/c No. 444351498 Indian Bank Mandi Bazar, Warangal A.P.INDIA

اسلام کے معاشرتی نظام پر مولانا سید جلال الدین عمری کی
۵ اہم کتابیں

● **عورت اسلامی معاشرے میں**
عہد قدیم میں عورت کی حیثیت، یونان، روم، عرب اور یورپ وغیرہ میں عورت کا مقام، تہذیب میں عورت کی قدر وقیمت اور عورت کے متعلق اسلام کے نظریے کی تشریح اور اسلامی معاشرے میں عورت کی سیاسی، تمدنی، تہذیبی اور معاشرتی حیثیت کا تعین۔ سائز: ۲۳×۳۶/۱۶ صفحات: ۳۳۲ قیمت: Rs.70/=

● **عورت اور اسلام**
قرآن، حدیث، فقہ اور آثار کی روشنی میں اسلام میں عورت کے مقام ومرتبہ کی واضح تعیین، اسلام کی طرف سے عورتوں کو دیے گئے انعامات کی نشان دہی۔ اور معاشرت ومعیشت کی اصلاح اور دعوت وتبلیغ کے فریضے کی انجام دہی میں اس کا نمایاں کردار۔ سائز: ۲۳×۳۶/۱۶ صفحات: ۸۰ قیمت: Rs.25/=

● **مسلمان خواتین کی ذمے داریاں**
مسلمان عورتوں کی سماجی، معاشرتی اور دعوتی ذمے داریوں کو واضح کرتے ہوئے راہ حق میں ان کی استقامت اور دواعیانہ صفات کو اجاگر کرنے والی ایک عالمانہ کتاب۔ سائز: ۲۳×۳۶/۱۶ صفحات: ۶۰ قیمت: Rs.15/=

● **مسلمان عورت کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ**
اس کتاب میں فاضل مصنف نے جامع انداز میں ان حقوق پر گفتگو کی ہے، جو اسلام نے عورت کو عطا کیے ہیں۔ اور ان اعتراضات کا جائزہ بھی لیا ہے، جو خواتین اور اسلام سے متعلق آئے دن سامنے آتے رہے ہیں۔ سائز: ۲۳×۳۶/۱۶ صفحات: ۲۴۰ قیمت: Rs.80/=

● **اسلام کا عائلی نظام**
خاندان کی تعریف، اس کی اہمیت، اسلامی خاندان کے خط وخال، خاندانی نظام کی دینی حیثیت، ازدواجی تعلقات میں میاں بیوی کے حقوق وفرائض، چار نکاحوں کی شرطیں، دور حاضر میں مسلم خواتین کے مسائل، عورت اور اس کی معیشت، مرد کی قوامیت، مساجد میں خواتین کی حاضری اور دوسرے بہت سے فقہی و معاشرتی مسائل سے متعلق اطمینان بخش بحث۔ سائز: ۲۳×۳۶/۱۶ صفحات: ۱۹۲ قیمت: Rs.65/=

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز
P.O. Box No. 9752, Jamia Nagar New Delhi-110025
Ph: 26954341, 26971652, 26946447(D) Fax:26947858
E-mail: mmipublishers@gmail.com.Website: www.